عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۴ تا ۲۲ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مئی ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۲۰

محافظِ ختمِ نبوّت
علامہ احمد میاں حمادیؒ

دینی جدّوجہد کے
دائرے اور تقاضے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

وراثتی گھر کی تقسیم

س:.... ہمارا گھر ۱۲۰ گز کا ہے، جس کی زمین میرے مرحوم والد صاحب نے لی تھی اور نیچے کا گھر بڑے بھائی نے تعمیر کیا تھا۔ والد صاحب کے کُل ۸ بیٹے تھے، جس میں ۷ بھائیوں کا انتقال ہوگیا ہے۔ میرا شمار چھٹا ہے، مجھ سے بڑے ۵ بھائی تھے اور چھوٹے دو بھائی تھے۔ والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۸ء میں ہوا تھا اور والدہ کا انتقال ۱۹۹۶ء میں، والدہ کے انتقال پر میرے چار بھائیوں نے منع کردیا تھا کہ ہمیں حق نہیں چاہئے اور ان کے بچوں نے بھی منع کردیا تھا۔ یہ چار بھائی بڑے تھے اور ان کے اپنے ذاتی مکان ہیں۔ مجھ سے چھوٹے ایک بھائی کی شادی ہوئی تھی، لیکن ان کی بیوی نے خلع لے لیا تھا اور ان سے ایک بیٹا تھا، اس کو بھی ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ لے گئی تھی، شوہر کے انتقال پر بھی منہ دیکھنے نہیں بھیجا تھا۔ دوسرے چھوٹے بھائی کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ پہلی منزل میں نے اپنے پیسوں سے تعمیر کی تھی ۱۹۸۲ء میں اور میں اور میرے بیوی، بچے اسی گھر میں رہ رہے ہیں۔ نیچے کا مکان کرائے پر دیا ہوا ہے، جب چھوٹے بھائی کا انتقال ہوا تھا۔ یہ گھر ابھی تک والد صاحب کے نام پر ہے اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی تھی اس حوالے سے آپ سے مشورہ کرنا ہے کہ از روئے شریعت میری راہنمائی فرمائیں۔

ج:.... صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم کی کُل جائیداد کو اب چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ مرحوم کے ورثاء میں کُل آٹھ بیٹے تھے، جن میں سے چار بڑے بیٹوں نے اپنا حصہ دوسروں کے حق میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا اب آپ اس مکان کو چار بھائیوں میں برابر برابر تقسیم کریں گے اور والد کے انتقال کے بعد مکان کی پہلی منزل کی تعمیر پر جو اس وقت رقم آپ نے خرچ کی تھی، بس اتنی رقم ہی تقسیم سے پہلے وصول کرسکتے ہیں۔ اب جن دو (شادی شدہ) بھائیوں کا انتقال ہوگیا ہے، ان کا حصہ ان کے ورثا کے حوالہ کردیا جائے اور آخر میں جس غیر شادی شدہ بھائی کا انتقال ہوا ہے، اس کا حصہ آپ وصول کرسکتے ہیں، کیونکہ اس کے شرعی وارث آپ ہی ہیں۔

اکلوتی بیٹی کا وراثت میں حصہ

س:...... ایک شخص کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے، صرف ایک بیٹی ہے اور وہ شخص اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری جائیداد اپنی اکلوتی بیٹی کو دینا چاہتا ہے، کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو دیگر ورثاء کو کتنا ملے گا؟ اور بیٹی کو کتنا ملے گا، دیگر ورثاء میں چچازاد بھائی ہیں۔

ج:...... والدین اگر زندگی میں ہی سب کچھ اپنی اولاد کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، لیکن دوسرے ورثاء کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو ورنہ گناہ گار ہوں گے۔ ترکہ میں سے کُل جائیداد کا نصف بیٹی کو ملتا ہے اور بقیہ نصف دیگر ورثاء کو ملے گا، اپنے اپنے حصوں کے بقدر۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں آپ کی وفات کے بعد آپ کے کُل ترکہ میں سے نصف آپ کی بیٹی کو اور بقیہ نصف آپ کے چچازاد بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ ۱۴تا۲۲ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مئی ۲۰۲۴ء شمارہ:۲۰

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

محافظِ ختم نبوت علامہ احمد میاں حمادیؒ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
قربانی کی فضیلت و اہمیت	۷	مولانا محمد راشد شفیع، کراچی
دینی جدوجہد کے دائرے اور تقاضے	۹	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
آسان حج و عمرہ (۳)	۱۴	حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ
اسمارٹ فون... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ (۱۰)	۱۸	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
تذکرہ علامہ احمد میاں حمادیؒ	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	" " " " " "
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۲۷	" " " " " "

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۸۰ فصل:... ا ہجری کے واقعات

۲۸:.... حضرت عثمان بن مظعونؓ کا انتقال:.... اسی سال حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، دُوسرا قول یہ ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد ۲ھ میں ان کا انتقال ہوا، یہ سب سے پہلے مہاجر ہیں، جو جنت البقیع میں دفن کئے گئے، ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

۲۹:.... براء بن معرورؓ کا انتقال:.... اسی سال، صفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری سے ایک ماہ قبل حضرت براء بن معرور الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اور نقباء میں سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا۔

۳۰:.... تین مشرکوں کی موت:.... اسی سال تین مشرک مردار ہوئے، ولید بن مغیرہ مکہ میں، عاص بن وائل مکہ میں، اور ابو اصیحہ طائف میں، تینوں اپنے کفر وشرک پر مرے۔

۳۱:.... نعمان بن بشیرؓ کی ولادت:.... اسی سال جمادی الاولیٰ میں حضرت نعمان بن بشیر الانصاری الخزرجی کی ولادت ہوئی، یہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے بھانجے ہیں، اور یہ سب سے پہلے انصاری بچے ہیں جن کی ولادت ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوئی، یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے چھ مہینے بڑے تھے۔

۳۲:.... عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت:.... اسی سال ہجرت سے چھ ماہ بعد شوال میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت قباء میں ہوئی، ہجرت سے چھ مہینے بعد ولادت اس صورت میں ہے جبکہ ہجرت کے مہینے (ربیع الاوّل) اور ان کی ولادت کے مہینے (شوال) کا اعتبار نہ کیا جائے، یہ سب سے پہلا بچہ تھا جو ہجرت کے بعد مدینہ میں کسی مہاجر کے گھر پیدا ہوا۔

علمائے سیرت نے کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد زید بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہما کو مکہ بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کو مدینہ لائیں، چنانچہ وہ گئے اور ان حضرات کو لے کر آئے، ان ہی میں حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما تھیں، جو پورے دنوں کی حاملہ اور قریب الولادت تھیں، جب قباء پہنچے تو ان کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے، مسلمانوں کو ان کی پیدائش سے بے پایاں مسرّت ہوئی، کیونکہ یہود نے یہ خبر اُڑا رکھی تھی کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر جادو کر رکھا ہے لہٰذا ہجرتِ مدینہ کے بعد ان کے یہاں نرینہ اولاد نہیں ہوگی، چنانچہ جب پہلے انصار میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی، مگر یہود نے یہ تاویل کی کہ ہم نے مہاجرین پر جادو کیا تھا نہ کہ انصار پر۔ بعد اَزاں جب مہاجرین میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو مسلمانوں کو بہت ہی مسرّت ہوئی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈالا، پس سب سے پہلے جو ان کے پیٹ میں چیز داخل ہوئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور منگوا کر اسے چبایا اور ان کے تالو کو لگائی، (عربی میں اسے "تحنیک" کہتے ہیں) اور ان کے لئے دُعائے برکت فرمائی۔ اور اَسوَد کا یہ دعویٰ احادیثِ صحیحہ کی بنا پر مردود ہے کہ "نعمان بن بشیر" اور "ابنِ زبیر" دونوں ۲ھ میں پیدا ہوئے، نعمان ہجرت سے چودہ مہینے بعد اور ابنِ زبیر بیس مہینے بعد۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

محافظِ ختم نبوت علامہ احمد میاں حمادیؒ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قطبِ وقت حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کے پوتے اور خلیفہ مجاز، شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے اجازت یافتہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر، ندوۃ العلوم ختم نبوت ٹنڈو آدم کے مہتمم، اوقاف کی جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم کے سابق امام وخطیب حضرت علامہ احمد میاں حمادیؒ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۹۱ سال ایک ماہ اور آٹھ دن اس دنیائے رنگ وبو میں رہنے کے بعد ۹ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۸ اپریل ۲۰۲۴ء بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیئ عندہٗ باجل مسمّٰی!

حضرت علامہ احمد میاں حمادیؒ یکم رمضان ۱۳۵۴ھ کو قطبِ وقت حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی قدس سرہٗ کے دوسرے صاحبزادے ابومحمد مولانا محمود حسینؒ کے ہاں ہالیجی شریف پنوں عاقل میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی، درجات علیا کی تعلیم کے لیے دار العلوم ٹھیڑی سندھ کی طرف رجوع کیا اور ۱۳۸۱ھ میں دورہ حدیث کرکے سندِ فراغ وصول کی۔ اسی طرح علامہ شمس الحق افغانی قدس سرہٗ سے آپ کو اجازتِ حدیث حاصل تھی۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کے ادارہ اکیڈمی علومِ اسلامیہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور محکمہ اوقاف میں بطور ڈسٹرکٹ خطیب ضلع سانگھڑ مقرر ہوئے۔ علامہ احمد میاں حمادیؒ سندھ کی معروف خانقاہ ہالیجی شریف کے بانی حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کے پوتے اور خلیفہ مجاز بھی تھے اور اسی نسبت سے ’’حمادی‘‘ کہلائے، آپ کو شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے بھی اپنے سلسلے میں خلافت واجازت دی، اس طرح آپؒ دوسلاسل میں مجاز تھے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو اس حوالے سے تحفظ ختم نبوت کی جانب مائل ہوئے اور پھر ایسے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے کام میں مگن ہوئے کہ اس کام کے سوا کوئی دوسری بات دل ودماغ میں اتری ہی نہیں، آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے کام سے اس قدر محبت تھی کہ ’’سرکاری‘‘ خطیب یا ’’سرکاری‘‘ ملازم ہونے کے باوجود ختم نبوت کے مسئلے پر کبھی حکومت کا ساتھ دیا اور نہ ہی اس پر کبھی سمجھوتا کیا۔

علامہ احمد میاں حمادیؒ سر پر عمامہ رکھتے تھے، اور کبھی کوئی نماز بغیر عمامہ کے نہیں پڑھی۔ ہمیشہ اُس عمامہ پر ایک ’’بیج‘‘ لگا کر رکھتے، جس پر یہ تحریر نمایاں ہوتی: ’’تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد‘‘ اور ’’ختم نبوت پر جان بھی قربان‘‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں سننے کے بے حد شوقین تھے، جب تک رات کو کوئی نہ کوئی نعت نہ سن لیتے، آپ کو نیند نہ آتی۔ اور نعت بھی ایسی کہ جس میں ختم نبوت کے کاز پر اشعار یا کم از کم قادیانیت کی مذمت ہو، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے آپ کو حد درجہ عداوت تھی۔

مسجد کے محراب میں اپنے پاس قادیانیوں کے بارہ میں لٹریچر ہوتا، ہر آنے جانے والے کو پہلے مسئلہ ختم نبوت پوری طرح سمجھاتے اور پھر لٹریچر اس کو دیتے، ہزاروں کی تعداد میں قادیانیوں کے خلاف شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے تحریر کردہ رسائل، سپریم کورٹ

اور چاروں ہائیکورٹس کے وہ تاریخ ساز فیصلے جنہوں نے قادیانیت کی کمر توڑ دی ، انہیں شائع کروا کر مفت تقسیم فرماتے رہے۔قادیانیوں سمیت دیگر گستاخانِ رسول پر بے شمار مقدمات درج کروائے ،جن میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر،صوبائی صدر خلیل احمد قادیانی اور ایک پوسٹ ہیڈ افسر جس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا،ان پر مقدمات کے دوران ’’انجمن سرفروشانِ اسلام‘‘ کا بانی ریاض احمد گوہر شاہی ملعون کوٹری میں رونما ہوا،جس نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا،اس پر بھی حضرت علامہ احمد میاں حمادیؒ نے توہین رسالت و دیگر دفعات کے تحت مقدمات درج کروائے اور یہ مقدمہ گوہر شاہی کے خلاف انسدادِ دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں میر پور خاص میں چلا،عدالت نے اس خبیث گوہر شاہی کو ۹۹ سال عمر قید کی سزا سنائی۔اسی طرح ایک شیطان نے خوشاب میں توہین رسالت کی،حضرتؒ نے انتظامیہ پر دباؤ ڈال کر ٹنڈو آدم کی پولیس بھیج کر اس کو گرفتار کروا کر ٹنڈو آدم عدالت میں پیش کرایا،اسی مقدمے کا حوالہ دیتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی جنرل سیکریٹری مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ نے بھرے مجمع میں فرمایا: ’’ٹنڈو آدم والو! خوش نصیب ہو کہ تمھیں حمادی جیسا شیر ملا ہوا ہے،خدا کی قسم! جب ٹنڈو آدم کی پولیس میرے دفتر ختم نبوت سرگودھا پہنچی کہ یہ قادیانی گرفتار کرنا ہے تو میں نے خود سے کہا کہ اے طوفانی! تو خود کو ’’طوفانی‘‘ کہلواتا ہے،تُو تو حمادی کے آگے ’’طوفانڑی‘‘ بھی نہیں کہ تیرے پڑوس خوشاب میں توہین رسالت ہوئی، تجھے پتا نہ چلا اور حمادی کو پتا چل گیا۔

حضرتؒ کی دلیری کا ایک واقعہ ہے،۸۰ء کی دہائی میں اس وقت ڈی ایس پی ٹنڈو آدم نہیں بلکہ شہداد پور بیٹھتا تھا،کسی قادیانی پر مقدمہ درج نہیں کر رہا تھا،حضرتؒ نے جا کر اس کے آفس کے آگے تن تنہا بھوک ہڑتال ایسی کی کہ تین دن تک پانی کا گھونٹ نہ پیا۔اس بھوک ہڑتال کو ختم کرانے کے لیے اس وقت کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہم کے خاص حکم پر مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکرِ ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری ملتان سے تشریف لائے، انتظامیہ سے مذاکرات ہوئے، مقدمہ درج ہوا، پھر حضرت حمادیؒ نے بھوک ہڑتال ختم کی۔

جب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق قائم کیا تو ٹنڈو آدم میں دو روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز فرمایا، جو بعد میں ایک روزہ اس لیے ہوئی کہ اب شہر شہر میں کانفرنسیں ہو رہی ہیں بحمد اللہ! گزشتہ سال ۲۰۲۳ء میں ۱۸ نومبر کو ۴۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم میں ہوئی۔جب تک بیٹھنے کی سکت تھی، آپ ان کانفرنسوں میں خود شریک ہوتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دونوں ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان اسی جامع مسجد میں باقاعدہ منگوا کر رکھواتے تاکہ عوام پڑھیں۔حضرت علامہ احمد میاں حمادیؒ کی خدمات ختم نبوت اور تعاقب قادیانیت پر لکھا جائے تو کئی جلدیں درکار ہوں گی۔آپ کے بیٹے کے بقول: الحمد للہ! حضرت حمادی صاحب کی محنت و قربانی کی بدولت آج پورے ٹنڈو آدم شہر میں ایک بھی قادیانی موجود نہیں اور نہ ہی قادیانی مصنوعات کا کوئی وجود ہے،اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ علامہ حمادیؒ نے ختم نبوت کے مشن پر مضبوطی کے ساتھ کام کیا۔

آپ کی دو اہلیہ تھیں، دونوں آپ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھیں، تمام اولاد ایک زوجہ سے تھی، آپ نے پسماندگان میں چار بیٹے اور چھ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں، جو تمام ماشاء اللہ! شادی شدہ ہیں۔جامع مسجد ختم نبوت میں بعد نمازِ عصر آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، جس میں شہر کے معززین، دینی رفقاء، علماء و طلبہ کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام شریک ہوئے اور مقامی قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی تمام حسنات کو قبول فرمائے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، اور آپ کے پسماندگان اور جماعتی رفقاء کو صبر جمیل سے نوازے، آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

قربانی کی فضیلت واہمیت

مولانا محمد راشد شفیع، کراچی

قربانی دین اسلام کی اہم ترین عبادت ہے، ہر سال لاکھوں مسلمان اس فریضہ کو انجام دیتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے لاکھوں جانور اللہ کی رضا کی خاطر ذبح کیے جاتے ہیں، قربانی کی عبادت بندے کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ عشق ومحبت کا مظہر ہے، ہونا یہ چاہیے تھا کہ بندہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا؛ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو ذبح کرنا اس کے قائم مقام قرار دے دیا، اور جس شخص کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہے وہ شخص قربانی کرنا اہم دینی فریضہ سمجھتا ہے اور بہت بدنصیب ہے وہ آدمی کہ جو باوجود مالی وسعت کے اس عظیم عبادت سے محروم رہے، بارگاہ الٰہی میں قربانی پیش کرنے کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے ہی چلا آرہا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورت المائدہ میں سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل وقابیل کا قصہ ذکر فرمایا ہے کہ دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی، ہابیل نے عمدہ دنبہ قربان کیا اور قابیل نے کچھ زرعی پیداوار یعنی غلہ پیش کیا۔ اس وقت قربانی قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ آکر قربانی کو کھالیتی؛ چنانچہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے کھالیا اور قابیل کی قربانی وہیں پڑی رہ گئی، یوں وہ قبولیت سے محروم ہوگئی۔

قربانی کا عمل ہر امت میں مقرر کیا گیا؛ البتہ اس کے طریقے اور صورت میں کچھ فرق ضرور رہا ہے۔ انہی میں سے قربانی کی ایک عظیم الشان صورت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عیدالاضحیٰ کی قربانی کی صورت میں عطا فرمائی ہے جو کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے۔ احادیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی ہے؛ چنانچہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت ہیں“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! ان میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟“ فرمایا: ”ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔“ عرض کیا: ”اور اُون میں؟“ فرمایا: ”اس کے ہر ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی ہے۔“ (ابن ماجہ، کتاب الاضاحی)

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرنے کا کتنا عظیم ثواب بیان فرمایا ہے کہ جانوروں کے بالوں کے بقدر جو کہ گننا ناممکن ہے بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نیکیاں عطا فرماتے ہیں، دوسری حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایام قربانی (یعنی ۱۰ تا ۱۲ ذوالحجہ) انسان کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کے جانور کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے، اور قیامت کے روز قُربانی کا یہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت حاضر ہوگا، اور بلاشُبہ قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پالیتا ہے، تو اے مومنو! خُوش دِلی سے قُربان کیا کرو۔ (ترمذی)

ایک اور روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ”اے فاطمہ! اُٹھو اپنی قُربانی کے جانور کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ؛ کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے پر تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اُنہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ انعام ہم اہلِ بیت کے ساتھ خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔“ (المستدرک، کتاب الاضاحی)

ایک اور روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ

آئے۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الاضاحی)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال مدینہ میں مقیم رہے اور ہر سال قربانی فرماتے تھے۔(سنن ترمذی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر سال قربانی کرنا، قربانی کی اہمیت، فضیلت اور تاکید کے لیے کافی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ اور سفید رنگت والے اور بڑے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی فرمایا کرتے تھے اور اپنے پاؤں کو ان کی گردن کے پاس رکھ دبایا کرتے تھے اور اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرماتے تھے۔(صحیح بخاری)

قربانی کے عمل کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک وقت میں سو اونٹوں کی قربانی فرمائی، ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دستِ اقدس سے سو میں سے تریسٹھ اونٹوں کو ذبح فرمایا، جب کہ باقی کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔(صحیح بخاری)

قربانی کس پر واجب ہے؟

اس سلسلے میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا درجہ ذیل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا نصاب ہے، یعنی جس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان مرد یا عورت کی ملکیت میں قربانی کے ایام میں قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی، یا اس کی قیمت کے برابر رقم ہو، یا تجارت کا سامان، یا ضرورت سے زائد اتنا سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، یا ان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچ چیزوں میں سے بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی واجب ہے۔

قربانی واجب ہونے کے لیے نصاب کے مال، رقم یا ضرورت سے زائد سامان پر سال گزرنا شرط نہیں ہے، اور تجارتی ہونا بھی شرط نہیں ہے، ذوالحجہ کی بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے اگر نصاب کا مالک ہوجائے تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔

ضرورتِ اصلیہ سے مراد وہ ضرورت ہے جو جان اور آبرو سے متعلق ہو یعنی اس کے پورا نہ ہونے سے جان یا عزت و آبرو جانے کا اندیشہ ہو، مثلاً: کھانا، پینا، پہننے کے کپڑے، رہنے کا مکان، اہلِ صنعت و حرفت کے لیے ان کے پیشہ کے اوزار ضرورتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔

اور ضرورت سے زائد سامان سے مراد یہ ہے کہ وہ چیزیں انسان کے استعمال میں نہ ہوں، اور ہر انسان کی ضروریات اور حاجات عموماً دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں اور راجح قول کے مطابق ضروریات کو پوری کرنے کے لیے اشیاء کو جائز طریقہ سے اپنی ملکیت میں رکھنے کی کوئی خاص تعداد شریعت کی طرف سے مقرر نہیں ہے؛ بلکہ جو چیزیں انسان کے استعمال میں ہوں اور انسان کو اس کے استعمال کی حاجت پیش آتی ہو اور وہ اشیاء تجارت کے لیے نہ ہوں تو ضرورت اور حاجت کے سامان میں داخل ہے۔

لہٰذا جو چیزیں انسان کے استعمال میں نہ ہوں اور اس کو ان کی حاجت بھی نہ ہوتی ہو تو وہ ضرورت سے زائد سامان میں شامل ہے، قربانی کے نصاب میں اس کی مالیت کو شامل کیا جائے گا۔

قربانی سے متعلق چند اہم مسائل

(۱) بعض لوگ پورے گھر کے افراد کی طرف سے صرف ایک بکرا قربان کرتے ہیں حالانکہ بسا اوقات گھر کے کئی لوگ صاحِبِ نصاب ہوتے ہیں اور اِس وجہ سے ان سب پر قربانی واجب ہوتی ہے ان سب کی طرف سے الگ الگ قربانی کی جائے۔ ایک بکرا جو سب کی طرف سے کیا گیا کسی کا بھی واجب ادا نہ ہوا کہ بکرے میں ایک سے زیادہ حصے نہیں ہو سکتے۔

(۲) بڑے جانور مثلاً گائے بھینس اور اُونٹ میں سات قربانیاں ہوسکتی ہیں۔(عالمگیری)

(۳) دوسرے کی طرف سے واجب قربانی ادا کرنے کے لیے اجازت لینا ضروری ہے، ورنہ دوسرے کی طرف سے قربانی ادا نہیں ہوگی، اگر کسی جگہ پر اپنے متعلقین کی طرف سے قربانی کرنے کی عادت اور رواج ہے تو اس صورت میں اجازت لینا ضروری نہیں بغیر اجازت کے بھی قربانی ادا ہوجائے گی۔(عالمگیری)

(۴) قربانی کے وَقت میں قربانی کرنا ہی لازِم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی مَثَلاً بجائے قربانی کے بکرا یا اُس کی قیمت صَدَقہ (خیرات) کردی جائے یہ نا کافی ہے۔(عالمگیری)

(۵) قربانی کا جانور کا بے عیب ہونا ضروری ہے، عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں۔(ردالمحتار)

(باقی صفحہ 21 پر)

دینی جدوجہد کے دائرے اور تقاضے

علماء کرام سے چند گزارشات

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

(متحدہ علماء کونسل حلقہ کھاوڑہ مظفر آباد کے زیرِ اہتمام جامعہ مسجد نمرہ برسالہ میں ''بیداریٔ امت علماء کنونشن'' سے ''عصرِ حاضر میں علماء کرام کی ذمہ داریاں'' کے عنوان پر خطاب)۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ میں متحدہ علماء کونسل کھاوڑہ آزاد کشمیر کی قیادت اور رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اجتماعی محفل میں علماء کرام کی زیارت، ملاقات اور گفتگو کی دعوت دی۔ یہ حاضری میرے لیے سعادت کی بات ہے۔ ایک عالم کی زیارت بھی ثواب کا باعث ہوتی ہے، یہاں آ کر بہت سے علماء کرام کی زیارت وملاقات سے فیضیاب ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مل بیٹھنا قبول فرمائیں اور ہم جس مقصد کے لیے مل بیٹھے ہیں، اس پر غور وفکر کے ساتھ کچھ باتیں کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائیں، اور دینِ حق کی جو بات، مطالبہ اور جو ضرورت علم میں آئے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق سے بھی نوازیں، آمین۔

متحدہ علماء کونسل کھاوڑہ کے تحت آپ علماء کرام کام کر رہے ہیں، میرا تعلق بھی متحدہ علماء کونسل سے ہے جو ملکی سطح پر تمام علماء کی مشترکہ تنظیم ہے، ہم بیس سال سے کام کر رہے ہیں۔ جب بھی کوئی اجتماعی اور قومی ضرورت پیش آتی ہے تو متحدہ علماء کونسل کے علماء اکٹھے ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے تبادلۂ خیالات کرتے ہیں اور ایک مشترکہ موقف پیش کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات نہ ہوں۔ مشترکہ موقف کی ضرورت واہمیت پر ایک مثال دیتا ہوں۔

حالیہ دنوں سپریم کورٹ میں قادیانیت کے حوالے سے مسئلہ چل رہا ہے۔ اس سے جو کنفیوژن پیدا ہوئی ہے اس پر مختلف حلقے اپنا اپنا موقف پیش کر رہے ہیں۔ اس پر سب کو کام کرنا چاہیے، لیکن ہم نے لاہور میں سرکردہ علماء کرام کا مشترکہ اجتماع کیا جس میں طے کیا گیا کہ سب موقف درست ہیں لیکن ایک مشترکہ موقف بھی ریکارڈ پر لانا چاہیے، یہ کسی بھی کیس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر جدا جدا موقف ہوں، الگ الگ موقف دیے جائیں، اگرچہ اصولی طور پر سب متفق ہوں گے، مگر چند باتوں میں کچھ فرق ہوگا۔ اور یہ جسٹس منیر کے زمانے میں بھگت چکے ہیں کہ الگ الگ موقف دیے تھے تو ان میں فرق کو بنیاد بنا کر ۱۹۵۳ء کے عدالتی کمیشن نے کہا تھا کہ علماء خود متفق نہیں ہیں، ہم کیا فیصلہ دیں۔ ہمارے ہاں لاہور اور گوجرانوالہ میں یہ ماحول ہے کہ جب کوئی اجتماعی ضرورت پیش آتی ہے تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ سب اپنا اپنا موقف دیں، لیکن تمام مکاتب فکر کا ایک مشترکہ اور اجتماعی موقف سب کے دستخطوں کے ساتھ بھی جانا چاہیے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اس مسئلے میں علماء کا آپس میں اختلاف ہے۔

آپ علماء کرام متحدہ علماء کونسل کھاوڑہ کے زیرِ انتظام اس اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا کہ اس وقت علماء کرام سے حالات کا تقاضا کیا ہے، ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور انہیں کس انداز سے کام کرنا چاہیے۔

پہلی بات یہ ہے کہ علماء کرام جہاں کہیں بھی اکٹھے مل بیٹھتے ہیں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ میری پورے ملک میں مہم ہوتی ہے کہ علماء کرام کو وقتاً فوقتاً کسی عنوان سے اکٹھے ہونا چاہیے، اور اگر کوئی عنوان نہ ہو تب بھی۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر کسی علاقے کے علماء کرام دو تین ماہ بعد اکٹھے مل بیٹھ کر صرف چائے پی لیں تو ان کا پچاس فیصد کام اسی سے ہو جاتا ہے۔ اس سے کام کرنے والوں کو بھی حوصلہ ہوتا ہے اور مخالف کو بھی نظر آ جاتا ہے کہ علماء کرام اکٹھے ہیں، اس کے اثرات وثمرات آپ کو نظر آ جائیں گے۔

ہم نے لاہور اور گوجرانوالہ میں یہ دونوں محاذ رکھے ہوئے ہیں۔ ہماری مسلکی دائرے میں جمعیت اہل سنت ہے، دیوبندی کہلانے والے تمام حلقے جمعیت علماء اسلام، سپاہ صحابہ، تحریک ختم نبوت، مجلس احرار اسلام وغیرہ اس کا حصہ ہیں، سب ایک فورم پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی دینی و مسلکی مسئلہ ہوتا ہے تو مشترکہ موقف دیتے ہیں اور مشترکہ مہم کا اہتمام کرتے ہیں۔ الحمد للہ اس کے اثرات محسوس ہوتے ہیں۔ اس سے آگے بڑھ کر بعض مسائل مشترکہ ہوتے ہیں، اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء اکٹھے ہوتے ہیں، میں اس کی ایک تازہ مثال عرض کرتا ہوں۔

کسی غیر مسلم رہنما کی طرف سے جناب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر لٹریچر تقسیم ہو تو کیا حال ہوگا؟ چند روز قبل کی بات ہے، ایک عیسائی پادری صاحب کی طرف سے پرچیاں تقسیم ہوئیں جو توہینِ رسالت پر مبنی تھیں۔ ہماری مشاورت ہوئی کہ کیا کرنا چاہیے۔ ہم نے کہا کہ دیکھو اصل مسئلہ کیا ہے؟ تین چار گھنٹے کی تفتیش سے بات واضح ہوگئی کہ سسر اور داماد کا جھگڑا تھا، جو دونوں عیسائی ہیں، اس جھگڑے میں داماد نے سسر سے بدلہ لینے کے لیے حرکت کی جو پکڑی گئی۔ یہ بہت بڑی بات تھی لیکن الحمدللہ قابو میں رہی۔ میں نے عرض کیا ہے کہ علماء کرام کا محض اکٹھے ہونا اور اکٹھا دکھائی دینا کافی حد تک کام بنا دیتا ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمیں صرف اپنی ڈیوٹی تک محدود نہیں رہنا چاہیے، ہماری ڈیوٹی صرف نماز اور سبق نہیں ہے۔ علماء کرام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے نمائندے ہیں اور سوسائٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھائی ہیں، تعلیم دی ہے، لیکن اس کے علاوہ بھی جو بہت سے کام سرانجام دیے ہیں، ان سب کاموں میں علماء کرام کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمائندگی کرنی چاہیے۔ میں اس کے دو تین دائرے عرض کرتا ہوں۔

(۱) لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح علماء کرام کی بنیادی ضرورت ہے، لیکن اس سے ہٹ کر معاشرتی مسائل اور لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونا بھی علماء کرام کی ضرورت ہے۔ اس کی حیثیت کیا ہے، اس پر اشارتاً عرض کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور پیغمبر پہلا تعارف یہ ہے کہ غارِ حرا میں آپ پر وحی آئی تھی جو سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات تھیں، وہ ہمارا پہلا سبق ہے۔ اس کے بعد حضور اکرمؐ کا دوسرا تعارف کیا ہے؟ چونکہ غار حرا کا سارا معاملہ اچانک اور خلافِ توقع ہوا تھا اس لیے آپ گھبراہٹ کے عالم میں گھر گئے اور اہلیہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قصہ سنایا اور یہ بھی فرمایا کہ ”خشیت علی نفسی“ کہ مجھے اپنے بارے میں ڈر لگنے لگا ہے۔ اس پر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے نبی کریمؐ کو یہ کہہ کر تسلی دی ”کلا و اللہ لا یخزیک اللہ ابدا“ آپ مت گھبرائیں، بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، کیوں کہ ”انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق۔“ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بوجھ تلے دبے لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کو کما کر کھلاتے ہیں، مسافروں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ناگہانی آفات و حادثات میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریں گے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا تعارف ہے۔ جناب نبی کریم کا بحیثیت نبی پہلا تعارف وحی ہے اور اس کے کچھ دیر بعد اسی دن کا دوسرا تعارف یہ ہے جو حضرت خدیجہؓ نے آپ کے اوصاف ذکر کیے۔ وہ پانچ آیات ہیں اور یہ پانچ صفات ہیں۔

اسی حوالے سے اشارتاً یہ بات ذکر کرتا ہوں کہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق یہ جملے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیے تھے، بعینہٖ یہی جملے ایک کافر سردار نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہے تھے۔ جب مکہ مکرمہ میں مظالم کی انتہا ہوگئی اور حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی مجبور ہو کر ہجرت کا فیصلہ کرلیا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر تیاری کر کے ہجرت کے قصد سے گھر سے نکل گئے۔ دو دن کا سفر کرلیا تھا کہ راستے میں برک غماد نامی جگہ پر آپؓ کو ایک کافر سردار ابن الدغنہ ملا، اس نے حضرت صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہیں؟ آپؓ نے بتایا کہ گھر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کیوں؟ تو اسے بتایا کہ مکہ کے لوگ عبادت نہیں کرنے دیتے، قرآن مجید نہیں پڑھنے دیتے، ظلم اور زیادتیاں کرتے ہیں، میں بے بس ہوگیا ہوں اور شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس پر ابن الدغنہ نے کہا نہیں! میں آپ کو نہیں جانے دوں گا ”مثلک لا یخرج ولا یُخرج“ آپ جیسے آدمی شہر چھوڑ کر نہیں جایا کرتے اور آپ جیسے آدمیوں کو شہر چھوڑنے پر مجبور بھی نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ ”انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق“ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بوجھ میں دبے لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، محتاجوں، ضرورت مندوں کو کما کر کھلاتے ہیں، مسافروں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ناگہانی آفات و حادثات میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں۔ جو جملے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بولے تھے، وہی جملے ابن الدغنہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے لیے بولے اور کہا کہ میں آپ کو شہر چھوڑ کر نہیں جانے دوں گا، آپ میری ضمانت پر واپس چلیں، مکہ والوں سے میں بات کرلوں گا۔

میں نے یہ واقعہ اس حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جو تعارف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے کرایا تھا وہی تعارف حضرت صدیق اکبرؓ کا ابن الدغنہ نے کرایا۔ میں اس کی تعبیر یوں کرتا ہوں کہ جو مزاج نبوت کا تھا وہی مزاج خلافت کا تھا۔ نبوت کا تعارف بھی یہی تھا اور خلافت کا

تعارف بھی یہی تھا۔اس لیے میں نے پہلی گزارش یہ کی ہے کہ علماء کرام کومعاشرتی مسائل سے لاتعلق نہیں رہنا چاہیے، بلکہ لوگوں کے مسائل و مشکلات میں شریک ہونا چاہیے۔

(۲) دوسرا دائرہ قومی مسائل کا ہے۔ مثلاً کشمیریوں کا سب سے بڑا قومی مسئلہ آزادیٔ کشمیر کا ہے۔ کشمیر کی آزادی کی جدوجہد قومی، ملی اور دینی مسئلہ ہے۔ کشمیر کی آزادی کے ساتھ ساتھ کشمیر کی وحدت بھی قومی مسئلہ ہے۔ آپ کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے، آپ سے زیادہ کون سمجھتا ہے کہ کشمیر کی وحدت سے میری کیا مراد ہے؟ مقبوضہ کشمیر، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان سمیت تمام علاقے جو اس علاقہ کے تقسیم ہوتے وقت متنازعہ تھے وہ سارا کشمیر ہے۔ یہ ہم پاکستانیوں کا مسئلہ بھی ہے، لیکن ہمارا مسئلہ ثانوی ہے آپ کا اولین ہے کیونکہ مبتلی بہ آپ ہیں۔

اسی سے متعلقہ یہ بات عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ فلسطین آج کا کرنٹ ایشو ہے۔ ہمارے ایک سابق محترم وزیر اعظم نے کہا تھا کہ ہمیں فلسطین میں دو ریاستی نظریہ تسلیم کر لینا چاہیے، اگر قائد اعظم مرحوم نے کہا تھا کہ اسرائیل ایک ناجائز ریاست ہے جسے ہم کبھی تسلیم نہیں کریں گے، تو یہ قائد اعظم کی رائے تھی، اسرائیل کے معاملے پر قائد اعظم کی رائے سے اختلاف کرنا کفر نہیں ہے۔ اس پر میں نے وزیر اعظم صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ قائد اعظم مرحوم کی صرف رائے نہیں تھی، بلکہ اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کا یہ فیصلہ پون صدی سے اب تک ہمارا قومی موقف چلا آ رہا ہے، اسے محض قائد اعظم کی رائے کہہ کر ہلکا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ دو ریاستی حل ہی مسئلہ فلسطین کا واحد حل ہے، اگر ہم فلسطین کا دو ریاستی حل تسلیم کر لیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ فلسطین کے لیے دو ریاستی فارمولا دے رہے ہیں، یہ بات کرتے ہوئے آپ کو تین ریاستی کشمیر بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کشمیر تین ریاستوں میں تقسیم ہے۔ آپ کہیں دو ریاستی فلسطین کی بات کرتے ہوئے تین ریاستی کشمیر پر مہر تو نہیں لگا رہے؟ جبکہ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی آزادی کا مسئلہ صرف فلسطینیوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری امتِ مسلمہ کا مسئلہ ہے۔

(۳) اس کے ساتھ ساتھ ملک میں اسلام کا نفاذ بھی ہمارا قومی مسئلہ ہے۔ ہم تو ابھی تک کوشش کر رہے ہیں کہ ملک میں اسلام نافذ ہو، جبکہ آپ کے ہاں کشمیر میں کچھ نہ کچھ شرعی احکام کا نفاذ ہے، یہ جتنا کچھ نافذ ہے، اسے بچانا بھی آپ کا مسئلہ اور ذمہ داری ہے۔

میں نے یہ عرض کیا ہے کہ معاشرتی مسائل ہوں یا قومی یا ملی مسائل ہوں، علماء کرام کو ان سے لاتعلق نہیں رہنا چاہیے۔ میں فتویٰ نہیں دیا کرتا لیکن یہ بات ضرور کہوں گا کہ عالمِ دین کہلانے والے کا اپنے ماحول میں ملی، دینی اور معاشرتی مسائل سے لاتعلق رہنا بالکل جائز نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے جبکہ آپ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ حدیث میں ہے: ”العلماء ورثۃ الانبیاء“ تو وراثت میں صرف جائے نماز نہیں آتی بلکہ ساری چیزیں وراثت میں آتی ہیں۔ اس لیے میں نے گزارش یہ کی ہے علماء کرام کو ملی، قومی، معاشرتی مسائل سے لاتعلق نہیں رہنا چاہیے، کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے اور لوگوں کو نظر آنا چاہیے کہ علماء کرام ہمارے مسائل میں ہمارے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ دینی جدوجہد کے متعدد دائرے ہیں۔ جس میں تعلیم و تدریس، دعوت و تبلیغ، نفاذ اسلام کی جدوجہد، ناموس رسالت اور ناموس صحابہؓ کا تحفظ اور جہاد وغیرہ شامل ہیں۔ آپ اپنے ذوق کے مطابق ایک ہی دائرہ میں کام کریں گے اور اپنے دائرہ میں ہی کام کرنا چاہیے، لیکن اپنے دائرے میں دین کی جدوجہد کرتے ہوئے دوسرے دائروں کی نفی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ دوسروں کا مذاق مت اڑائیں، تذلیل مت کریں اور استخفاف نہ کریں۔ ہمارے بیشتر مسائل اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ میں اسے خون کے گروپ کہا کرتا ہوں کہ جیسے خون کے گروپ مختلف ہوتے ہیں، آپس میں نہیں ملتے، لیکن ان میں سے کوئی بھی غلط نہیں ہے، اسی طرح دینی جدوجہد کے تمام شعبے ضروری ہیں، ان میں سے کوئی غلط نہیں ہے، سبھی دین کا کام کر رہے ہیں۔

میرا مزاج ہے کہ اگر کسی جگہ مسجد والے کہیں کہ ہمیں امام وخطیب چاہیے تو میں ان سے خون کا گروپ پوچھتا ہوں کہ کیسا آدمی چاہیے۔ تبلیغی ہو، سپاہی ہو یا جہادی ہو؟ یہ بھی دیکھنا چاہیے، جہاں جس کی ضرورت ہو اسے جانا چاہیے۔ خون کے سب گروپ صحیح ہیں لیکن ایک کی جگہ دوسرے لگا دیں گے تو کیا ہوگا؟ اس لیے خون لگانے سے قبل ڈاکٹر سب سے پہلے خون کا گروپ چیک کرتا ہے۔ اسی طرح دینی جدوجہد کے مختلف دائرے ہیں، جو سبھی ٹھیک ہیں، آپ اپنے ذوق کے مطابق اپنے دائرہ میں دلجمعی کے ساتھ کام کریں لیکن دوسروں کے کام کی نفی نہ کریں، ان کا مذاق مت اڑائیں۔ اگر دوسروں کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں تو کریں، اگر نہیں کر سکتے تو کم از کم زبان بند رکھیں۔

میں نے تین گزارشات کیں کہ علماء کرام کو

اکٹھے مل بیٹھنا اور اکٹھے نظر آنا چاہیے، علماء کرام کو قومی، دینی اور معاشرتی جدوجہد سے لاتعلق نہیں رہنا چاہیے، اور اپنے دائرے میں کام کرتے ہوئے دوسرے شعبوں کی نفی نہیں کرنی چاہیے۔

اس کے بعد یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کی نئی نسل کو الحاد اور بے دینی کے ماحول سے بچانے کی فکر بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ نئی نسل کے متعلق ہمارا کہنا یہ ہوتا ہے کہ گمراہ اور ملحد ہوگئی ہے، الحاد پھیل رہا ہے۔ اس لیے اس وقت تمام دینی حلقوں کا سب سے بڑا محاذ یہ ہے کہ الحاد کو کیسے روکا جائے۔ نئی نسل شکوک وشبہات سے دوچار ہے۔ جو بچہ یا بچی کالج اور یونیورسٹی تک پہنچ گئے ہیں ان کے ذہنوں میں شکوک وشبہات کا جنگل ہے۔ ان میں سے کوئی پوچھنے کی ہمت کر لیتا ہے، مگر اکثر پوچھنے کی ہمت نہیں کرتے۔ وہ سوچتے ہیں کہ اگر بات کروں گا تو مولوی صاحب اگر ڈانٹیں گے نہیں تو کم از کم فتویٰ تو لگا ہی دیں گے۔ یہ آج کی عمومی صورتحال ہے، آپ کسی نوجوان کو چیک کر کے دیکھ لیں۔

ان سوالات کی نوعیت کیا ہے؟ میں اپنی بات کرتا ہوں۔ چند دن قبل ایک یونیورسٹی میں گیا، وہاں ایک سیمینار میں ایک لڑکی نے کھڑے ہو کر کہا سر! ایک سوال ہے۔ میں نے کہا بیٹا پوچھو۔ اس نے کہا یہ بتائیں کہ اللہ میاں کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا ایک جواب تو وہ تھا جو ہم عموماً دیا کرتے ہیں کہ الٹے ہاتھ کی منہ پر ماریں اور کہیں خاموش ہو جاؤ، بکواس کرتی ہو، یہ گمراہ ہوگئی ہے اسے نکالو۔ میں نے بڑے پیار سے کہا بیٹا! آپ کو اپنی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ اس نے کہا جی ہے۔ میں نے کہا آپ کے مینوفیکچرر کی ضرورت بھی ہے یا نہیں ہے؟ آپ کی ضرورت ہے تو کیا آپ کے بنانے والی کی ضرورت نہیں ہے؟

نئی نسل کے ذہنوں میں اس طرح کے سوالات اور شکوک وشبہات کیوں آئے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بچہ یا بچی جسے دین کی بنیادی تعلیم نہیں دی گئی، وہ اللہ، رسول، صحابہ، قیامت اور قرآن تک سے بے خبر ہے، اور کالج تک پہنچتے پہنچتے موبائل اس کی جیب میں ہوتا ہے تو وہ کیوں گمراہ نہیں ہوگا۔ اس گمراہی کے ذمہ دار اس کے والدین ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کا برتن خالی رکھا تھا۔ اپنا قصور نہیں مانتے، اسے گالیاں دیتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایک پڑھا لکھا نوجوان جسے دین کی بنیادی باتیں معلوم نہیں اور موبائل اس کی جیب میں ہے جو دنیا بھر کی ہر اچھی اور بری چیز بتاتا ہے، تو اسے گمراہ ہونے سے کون بچا سکتا ہے؟ اور قصور اس کا ہے یا ہمارا ہے؟ والدین، سسٹم آف ایجوکیشن اور سوسائٹی کو اپنا قصور ماننا چاہیے کہ نئی نسل کو گمراہ کرنے والے ہم ہیں۔ خالی برتن چوک میں رکھ دیا جائے تو جس کی جو مرضی ہو اس میں ڈال سکتا ہے۔ جب ہم نے اس کا ذہن دینی بنیادی معلومات سے خالی رکھا اور اسے موبائل دے دیا جو ان کا مبلغ علم ہے، تو اس کا کیا قصور ہے؟ بلکہ اب تو ہمارا مبلغ علم بھی یہی ہے، ہم بھی حوالہ بخاری شریف، مسلم شریف یا ہدایہ میں تلاش نہیں کرتے بلکہ گوگل پر تلاش کرتے ہیں۔

ان حالات میں جب کہ شکوک وشبہات پیدا ہوگئے، کوئی نوجوان شک کا اظہار کرتا ہے تو ہمیں نئی نسل کو گمراہ اور ملحد سمجھ کر ڈیل نہ کرنا چاہیے، بلکہ اسے بے قصور سمجھ کر ایک نومسلم اور بے خبر کے طور پر ڈیل کرنا چاہیے۔ الحمد للہ میرے بارے میں نوجوانوں کا خیال ہے کہ میں ان کی کڑوی کسیلی بات سن لیتا ہوں، برداشت کر لیتا ہوں اور جواب بھی ٹھنڈا ٹھنڈا دیتا ہوں۔ بعض نوجوان ایسے سوال کرتے ہیں کہ میرا خون بھی کھول اٹھتا ہے، لیکن میں تب بھی انتہائی نرمی سے کہتا ہوں بیٹا! یوں نہیں یوں بات ہے۔ اگر میں فتویٰ لگا کر بات کروں گا تو اس کا شک دور ہونے کی بجائے مزید پختہ ہو جائے گا، اور اگر میں اسے ادھورا جواب دوں گا کہ میری اسٹڈی نہیں ہے تب بھی اس کا شک دور نہیں ہوگا، بلکہ پکا ہوگا۔ اس لیے ہمیں آج کے سوالات پر اسٹڈی کرنی چاہیے۔

تیسرا یہ کہ ہمیں اس کی فریکوینسی میں بات کرنا ہوگی۔ یہ بھی بڑی وجہ ہے کہ ہم ہدایہ کی زبان میں بات کرتے ہیں جبکہ وہ آج کی زبان سمجھتا ہے، ہماری اصطلاحات اسے سمجھ نہیں آتیں۔ اس پر ایک لطیفہ کی بات ذکر کرتا ہوں۔ طالب علمی کے زمانے میں ہمارے ایک ساتھی ایک جگہ جمعہ پڑھاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے مجھے کہا کہ میرے پاس جمعہ پڑھیں، میں تقریر کروں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے جمعہ کی تقریر کی۔ شام کو مجھ سے پوچھا کہ میں نے کیسی تقریر کی ہے؟ میں نے کہا بیڑہ غرق کیا ہے۔ وہ حیران ہوا کہ میں نے اتنی اچھی علمی تقریر کی ہے، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا یہ لوہاروں کا علاقہ ہے۔ یہاں نماز پڑھنے والے سب لوہا کوٹتے ہیں، ان کے سامنے آپ اس زبان میں بات کی ہے کہ یہ بات بشرط شے کے درجے کی ہے، یہ لابشرط شے کے درجے کی ہے، یہ موجبہ کلیہ ہے، یہ سالبہ کلیہ ہے۔ خدا کے بندے! وہ کیا سمجھے ہوں گے؟ وہ لوگ جنہیں صرف یہ پتہ ہے کہ لوہا کیسے کوٹنا ہے اور ڈنڈی کیسے مارنی ہے، آپ نے ان کے سامنے "ملا حسن" کا کل والا سبق سنا دیا ہے۔

اس لیے میں نے عرض کیا ہے کہ علماء کرام نسلِ نو کے شکوک وشبہات کو دور اور کم کرنا اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ اس میں پہلی بات یہ کہ اس سے محبت

اور اعتماد کے ساتھ بات کریں۔ دوسرا یہ کہ اس کی بے خبری دور کریں جو اس شک کی وجہ ہے، بے خبری دور کردیں گے تو اس کا شک دور ہو جائے گا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ اس کی فریکوینسی میں بات کریں، جو زبان وہ سمجھتا ہے اس میں بات کریں۔

والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، انہیں ”امامِ اہل سنت“ کا لقب کراچی کے اکابر علماء نے دیا تھا۔ آپؒ پٹھان تھے لیکن گکھڑ میں ۱۹۴۲ء میں تشریف لائے تو ٹھیٹھ پنجابی میں عام لہجے میں درس دیتے تھے کہ جاہل سے جاہل آدمی بھی سمجھتا کہ مولوی صاحب کیا مسئلہ سمجھا رہے ہیں۔ ان کے دروس اور خطبات سب پنجابی میں ہیں۔ ہمارے دوست مولانا محمد نواز بلوچ نے محنت کر کے ان کے دروس اردو میں مرتب کیے ہیں، لیکن سینکڑوں کی تعداد میں خطبات جمعہ پنجابی میں موجود ہیں، ان کو اردو میں منتقل کرنا مسئلہ ہے۔ بات کرنے کا اصول یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ سامنے بیٹھا ہوا آدمی کونسی زبان سمجھتا ہے۔ اپنی علمیت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے بلکہ مخاطب کو بات سمجھانی چاہیے۔ میں اس پر بہت زور دیتا ہوں کہ مخاطب کی ذہنی سطح پر بات کرنی چاہیے، اپنی ذہنی سطح پر بات نہیں کرنی چاہیے۔ اس پر ایک مثال دیتا ہوں۔ مجھے چونکہ اس طرح کے سوالات کا سامنا رہتا ہے تو ایک سوال جواب کا ذکر کر دیتا ہوں۔

۱۹۸۷ء میں نیویارک میں میری قادیانیت کے مسئلے پر ایک یہودی صحافی سے ملاقات ہوئی۔ انہیں کسی نے بتایا تھا کہ پاکستان سے ایک مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں اور ختم نبوت کی تحریک سے ان کا تعلق ہے۔ وہ میرے پاس آئے۔ انٹرویو کے دوران انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ جب قادیانی قرآن کو مانتے ہیں، اللہ کو، محمد رسول اللہ کو اور بیت اللہ کو مانتے ہیں تو آپ کے نزدیک وہ مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ اب جواب دینے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ میں دو چار آیتیں اور پانچ چھ حدیثیں پڑھتا، مگر اسے اس سے کیا فرق پڑنا تھا؟ قرآن مجید، حدیث وسنت اور ائمہ کے اقوال ہماری دلیل ہیں، اس کی دلیل نہیں ہے۔ جبکہ مناظرہ اور مکالمہ کا اصول ہے کہ دلیل وہ ہوتی ہے جو فریقین کے ہاں مسلم ہو۔ اس لیے میں نے عقلی دلیل سے بات کی۔ میں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو ماننا ضروری تو ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے، بلکہ مسلمان ہونے کے لیے اس کے بعد کسی اور کو نہ ماننا بھی ضروری ہے۔ میں نے اس سے مثال کے طور پر بات کی کہ آپ اس لیے یہودی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور تورات کو مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بھی حضرت موسیٰؑ اور تورات کو مانتا ہوں، تو کیا آپ مجھے یہودی تسلیم کریں گے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا کیونکہ آپ اس کے بعد ایک اور نبی اور کتاب مانتے ہیں اس لیے آپ کو یہودی تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ پھر میں نے کہا کہ مسیحی اسی لیے عیسائی کہلاتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہیں، حالانکہ میں بھی انجیل اور حضرت عیسیٰؑ کو مانتا ہوں بلکہ ہم مسلمان عیسائیوں سے بڑھ کر انہیں مانتے ہیں، ہم نے روضۂ اطہر میں ان کی قبر کی جگہ بھی رکھی ہوئی ہے: ”ھذا موضع قبر النبی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام“ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو ماضی کے حوالے سے مانتے ہیں، میں انہیں مستقبل کے حوالے سے بھی مانتا ہوں، تو کیا اگر خدانخواستہ دنیا کے کسی فورم پر میں دعویٰ کروں کہ مجھے عیسائی تسلیم کیا جائے، تو کیا تسلیم کرو گے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ تو اس نے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰؑ اور انجیل کو تو مانتے ہیں لیکن چونکہ ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن مجید کو بھی مانتے ہیں اس لیے آپ عیسائی کہلانے کے حقدار نہیں ہیں۔

میں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ نئی کتاب اور نئی وحی ماننے سے مذہب بدل جاتا ہے۔ ہمیں تورات اور حضرت موسیٰؑ کو ماننے، انجیل اور حضرت عیسیٰؑ کو ماننے کے باوجود یہودی یا عیسائی کہلانے کا حق نہیں، کیونکہ ہم اس کے بعد نیا نبی اور نئی وحی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر چونکہ قرآن مجید کے بعد اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قادیانی نئی وحی اور نیا نبی مانتے ہیں، اس لیے وہ بھی مسلمانوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ اب وہ جو چاہے کہلائیں لیکن انہیں مسلمان کہلانے کا حق نہیں ہے۔ اس پر اس نے کہا بات سمجھ آ گئی ہے۔ یہ واقعہ میں نے اس پر ذکر کیا ہے کہ مخاطب کی فریکوینسی اور ذہنی سطح پر بات کرنی چاہیے۔

میں نے آپ حضرات سے گزارش کی ہے کہ علماء کرام نئی نسل کی فکر کریں، ان کی فکر ہم نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ ان کی بے خبری اور لاعلمی دور کریں، انہیں محبت، پیار اور اعتماد کا ماحول فراہم کریں کہ انہیں محسوس ہو مولوی صاحب مجھے ڈانٹ نہیں رہے بلکہ مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں اور جو زبان اور لہجہ وہ سمجھتے ہیں اس میں بات کریں۔ آج کے معاشرے میں علماء کرام کی ذمہ داریاں کیا ہیں، اس پر میں نے یہ گزارشات پیش کی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور انہیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں متحدہ علماء کونسل پاکستان کے صدر کی حیثیت سے متحدہ علماء کونسل کھاوڑہ کا ایک بار پھر شکر گزار ہوں کہ مل بیٹھنے کا موقع فراہم کیا، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں، آمین یارب العالمین۔ ☆

آسان حج وعمرہ

تیسری اور آخری قسط

حضرت مولانا عبدالمجید انور رحمۃ اللہ علیہ

طوافِ زیارت:

حج کے اہم رکن دو ہیں:

۱:......وقوفِ عرفہ۔

۲:......طوافِ زیارت۔

طوافِ زیارت دسویں کو کرنا افضل ہے، اور بارہویں کا سورج غروب ہونے تک ادا کرنا واجب ہے، سنت یہ ہے کہ رمی، قربانی اور حلق وغیرہ کے بعد یہ طواف کیا جائے، اگر کسی نے ان سے پہلے کرلیا تو فرض ادا ہوجائے گا۔

مسئلہ۱:...... طوافِ زیارت کا اول وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے ہے، اور بارہویں کے غروب تک ادا کرنا واجب ہے، اس کے بعد طواف کیا تو فرض ادا ہوجائے گا اور تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۲:...... یہ طواف کسی حال میں بھی فوت یا ساقط نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کا کوئی بدل یا کفارہ ہے، بلکہ آخر عمر تک اس کو ادا کرنا ہی ضروری ہے اور ادائیگی کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ۳:......عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں طواف کرنا جائز نہیں، اگر بارہویں تاریخ تک بھی پاک نہ ہوئی ہو، تو طوافِ زیارت کو مؤخر کرلے اور اس تاخیر کی وجہ سے عورت پر دم واجب نہ ہوگا۔

حج کی سعی:

طواف اور سعی کا طریقہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ اگر کسی شخص نے طوافِ قدوم کے ساتھ یا حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی نفل طواف کے ساتھ حج کی سعی کرلی ہے تو اب دوبارہ نہ کرے، اور نہ ہی طوافِ زیارت میں اضطباع کرے، البتہ جس نے ابھی تک یہ سعی نہیں کی وہ طوافِ زیارت میں اضطباع اور رمل بھی کرے گا اور بعد میں سعی بھی کرے گا۔

مسئلہ:...... اگر کوئی احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہن چکا ہے تو طوافِ زیارت میں اضطباع نہیں کرے گا، البتہ رمل کرے گا۔

چوتھا دن:

طوافِ زیارت اور سعی سے فارغ ہوکر پھر منیٰ میں واپس جانا ہوگا، جہاں پر دو یا تین دن رہ کر تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، ان دنوں کی راتیں بھی منیٰ میں گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے اور بعض کے بقول واجب ہے، منیٰ سے باہر یہ راتیں گزارنا منع ہے۔

آج گیارہویں تاریخ ہے اور رمی کا وقت زوال سے شروع ہوکر غروب تک مستحب ہے، اور پھر مکروہ۔ مگر عورتوں اور معذور وکمزور مردوں کے لئے مکروہ نہیں۔ آج آپ تینوں جمروں پر رمی کریں گے، پہلے جمرۂ اولیٰ پر جو کہ مسجدِ خیف کے قریب ہے، سات کنکریاں سابق طریقہ کے مطابق ماریں، اور مجمع سے ذرا ہٹ کر قبلہ رو ہوکر دعا مانگیں، اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ (درمیانے جمرہ) پر آئیں، سات کنکریاں حسبِ سابق طریقہ کے مطابق یہاں بھی ماریں جمرہ سے اور الگ ہوکر قبلہ رو کھڑے ہوکر دعا مانگیں، اس کے بعد آخری جمرہ پر بھی معروف طریقہ سے رمی کریں اور اس کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہریں کہ سنت سے ثابت نہیں۔

آج کا ضروری کام یہی تھا، باقی اوقات ذکر اللہ، تلاوت، دعا وغیرہ میں لگیں، غفلت اور فضول کاموں میں ضائع نہ ہوں، "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ" میں انہی کاموں کی تاکید آئی ہے۔

پانچواں دن:

آج بارہویں تاریخ ہے، اصل کام آج کا بھی تینوں جمرات کی حسبِ سابق رمی کرنا ہے، زوال کے بعد رمی کریں اور اگر کسی وجہ سے آپ قربانی یا طوافِ زیارت ابھی تک نہیں کرپائے تو آج غروب سے پہلے پہلے ضرور کرلیں۔ تیرہویں تاریخ کی رمی کے لئے آپ کو اختیار ہے چاہیں تو منیٰ میں ٹھہر جائیں، جانا چاہیں تو بارہویں کے غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جایئے۔ اور اگر تیرہویں کی صبح منیٰ میں ہوگئی تو آج کی رمی بھی

آپ کے ذمہ واجب ہوجائے گی، یونہی چلے گئے تو دم دینا ہوگا، البتہ تیرہویں کی یہ رمی زوال سے پہلے بھی جائز ہے۔

منیٰ سے واپسی:

منیٰ سے فارغ ہوکر آپ مکہ معظمہ واپس آئیں گے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ حج بخیر و خوبی تمام ہوا، اب صرف طوافِ وداع باقی ہے جو کہ مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت کرنا ہے، جب تک مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام رہے، حرمِ پاک کی نمازیں، طواف اور بیت اللہ کو بقصدِ تعظیم دیکھنا، ذکر اور تلاوت وغیرہ اعمال کو غنیمت جانئے، نہ معلوم پھر نصیب ہو یا نہ ہو؟ چھوٹے بڑے ہر طرح کے گناہ سے بچنے کا پورا خیال رکھیں، کیونکہ جس طرح حرمِ پاک کی نیکی کا ثواب لاکھ گنا زائد ہے، ایسے ہی یہاں کے گناہ کا وبال بھی بہت ہے۔

طوافِ وداع:

مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت ایک الوداعی طواف کیا جاتا ہے، میقات سے باہر والوں پر یہ طواف واجب ہے، خواہ اس نے تین قسموں میں سے کوئی سا بھی حج کیا ہو۔ طوافِ زیارت کے بعد کسی نے اگر کوئی نفل طواف کرلیا ہے تو وہ طوافِ وداع شمار ہوسکتا ہے، مگر افضل یہ ہے کہ وداع کے وقت رخصت ہی کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے۔ اس طواف کی خصوصیت کا تقاضا یہ ہے کہ بیت اللہ شریف جو کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا خاص مرکز ہے، اور عمر بھر کی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد جہاں پہنچنا نصیب ہوا، اس کی جدائی کا خیال کرکے، یہ سوچ کر کہ نہ معلوم یہ دولت اور سعادت پھر کبھی میسر آتی ہے یا نہیں؟ اس طواف میں حزن و ملال کی کیفیت زیادہ سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں تو روتے ہوئے دل اور بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے، طواف ختم ہوتو مقامِ ابراہیم پر دوگانہ ادا کریں، اور دعا مانگیں اور یہ دھیان قائم رہے کہ اس مقدس مقام پر سجدہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ پھیلانے کی سعادت نہ معلوم پھر کب نصیب ہو؟ پھر زمزم شریف پر "بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ" پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہوکر پانی پئیں اور دعا کریں:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ۔"

اور بھی جو دعا چاہیں مانگیں، پھر ملتزم پر آئیں اور آج رخصت ہی کی نیت سے اس سے لپٹ لپٹ کر خوب روئیں اور پورے الحاح و زاری کے ساتھ دعا مانگیں، اللہ تعالیٰ کی رضا مانگیں اور اپنے علاوہ ان سب لوگوں کی عافیت اور بھلائی مانگیں جن کے لئے آپ کو مانگنا چاہئے، اور ہاں! اس موقع پر خوب رو رو کر یہ دعا بھی مانگیں کہ:

"خداوندا! میری یہ حاضری آخری نہ ہو، اس کے بعد بھی مجھے بار بار اس گھر کی حاضری کی توفیق بخشی جائے۔"

ملتزم سے ہٹ کر حجرِ اسود پر آیئے اور آخری دفعہ وداع کی نیت سے اس کو بوسہ دیجئے، یہاں پر اگر آپ کی آنکھیں چند قطرے آنسوؤں کے گرادیں تو بڑی مبارک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرِ اسود کو چومتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "ھٰھنا تُسکب العبرات" کہ یہ آنسو بہانے کی جگہ ہے۔ بوسے دے کر حسرت سے بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہوئے، آنکھوں سے روتے ہوئے، دل وزبان سے ربِ کعبہ کو یاد کرتے ہوئے یہاں کے آداب و حقوق میں جو کوتاہیاں ہوئیں، ان کی معافی مانگتے ہوئے بایاں پاؤں باہر رکھ کر درود شریف اور دعا پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ۔"

اب آپ کو بیت اللہ کی جدائی پر دلی صدمہ ہونا چاہئے، اور غمگین دل کا یہ احساس ہونا چاہئے:

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

مسئلہ۱:...... مستحب یہ ہے کہ یہ طواف تمام کاموں کے بالکل آخر میں ہو، اور اس کے بعد سفر شروع کردے، اگر اس کے بعد پھر کچھ قیام ہوگیا تو دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہوگا۔

مسئلہ۲:...... اس دوران اگر عورت کو حیض یا نفاس شروع ہوجائے تو یہ طواف اس کے ذمہ واجب نہیں رہتا، اسے چاہئے کہ مسجد میں داخل نہ ہو، باہر دروازہ کے پاس کھڑی ہوکر دعا مانگے اور رخصت ہوجائے۔

مسئلہ۳:...... مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے اگر عورت پاک ہوجائے تو یہ طواف کرنا واجب ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

زیارتِ مدینہ منورہ

"میں جاؤں سر کے بل طیبہ کی بستی آرزو یہ ہے!"

اس مبارک سفر کے لئے روضۂ مقدسہ، مطہرہ، منورہ کی زیارت کی نیت کے ساتھ ساتھ مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کی بھی نیت کرلی جائے۔ مگر شیخ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں

کہ میرے نزدیک صرف روضۂ عالیہ کی نیت کرنا اولیٰ ہے۔ اسی کے ذیل میں مسجد شریف کی زیارت بھی حاصل ہوجائے گی۔ اس مقدس اور عالی سفر کے دوران جس قدر بھی ہوسکے، کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھے، حاضری کے لئے خوب ذوق وشوق پیدا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بیدار کرنے میں کمی نہ چھوڑے، یا کم از کم بہ تکلف اہل عشق ومحبت کی سی صورت ہی بنالے: ”من تشبہ بقوم فھو منھم“ کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت پیدا کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت پوری توجہ اور عاجزی کے ساتھ پڑھے: ”بِسْمِ اللہِ مَا شَآءَ اللہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ“ اور چلتے چلتے دعا کیجئے:

”اے اللہ! اپنے جس کرم سے تونے یہ مبارک دن دکھایا ہے کہ میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں حاضر ہورہا ہوں، اسی کرم سے مجھے یہاں کی خصوصی برکتیں نصیب فرما، اور ان تمام باتوں سے میری حفاظت فرما جو محرومی کا باعث بنتی ہیں۔“

شہر میں داخل ہونے کے بعد اپنے سامان کی حفاظت کا انتظام کرکے غسل یا وضو کریں، کپڑے بدل کر خوشبو لگائیں اور مسجدِ نبوی کی طرف آئیں: ”بِسْمِ اللہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ“ کہتے ہوئے پورے ادب واحترام کے ساتھ پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں، اور دعا پڑھیں: ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔“ ادب واحترام کے ساتھ نظر نیچی کئے ہوئے سیدھے منبر شریف اور روضۂ مطہرہ کے درمیان جگہ پر جایئے، جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ“ فرمایا ہے کہ یہ جگہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ (اب ریاض الجنہ میں جانے کے لئے ایپ کے ذریعہ باقاعدہ اجازت لینا پڑتی ہے) یہاں پر تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کریں اور اس نعمت اور سعادت کے حصول پر سجدۂ شکر بجالائیں، نیز دعا کریں کہ:

”اے اللہ! جیسے تونے محض اپنے فضل سے یہاں تک پہنچایا ہے، ایسے ہی اپنی رضا ورحمت کے دروازے بھی مجھ پر کھول دے، اور ہمیشہ ہمیشہ کی جنت کا میرے لئے فیصلہ فرما۔“

اس کے بعد مواجہ شریف پر حاضری دیں اور اس یقین کے ساتھ کہ میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری گزارش بہ نفسِ نفیس سن رہے ہیں، پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز کے ساتھ سلام عرض کریں:

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللہِ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ!“

ایک اور سلام جو ذرا طویل ہے، اگر صحیح طرح سے پڑھ سکیں تو بہت اچھا ہے:

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ حَقَّ جِھَادِہٖ، فَجَزَاکَ اللہُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَیْرَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَرَسُوْلًا عَنْ خَلْقِہٖ۔“

یا عاجزی اور سکون کے ساتھ ۷۰ بار: ”صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ“ ہی پڑھ لیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کریں کہ:

”حضور والا! گناہوں کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے، میں آپ کے سامنے آج اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میرے لئے استغفار فرمائیں اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں، اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنایت نہ فرمائی تو میں ہلاک ہوجاؤں گا۔

اس کے بعد اپنے بزرگوں اور اعزہ و احباب، جنہوں نے بھی فرمائش کی ہو، کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں صلوٰۃ وسلام پیش کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں، وہ بھی آپ کی شفاعت کے طلب گار ہیں۔“

بہت ہی کرم ہوگا اگر اس سیاہ کار کی طرف سے بھی کسی حاضری کے موقع پر خدمتِ عالیہ میں یہ عرض کریں کہ: اے رب العالمین کے حبیب! اے رحمتِ عالم! آپ کے سیاہ کار امتی عبدالمجید، سعید احمد جلال پوری، مولانا مفتی جمیل خان نے بھی سلام عرض کیا ہے، وہ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور اپنے سب مربی اور محسنوں کے لئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مغفرت کی دعا اور شفاعت کے طلبگار وامیدوار ہیں۔

خدمتِ اقدس میں معروضات وسلام عرض کرنے کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں جانب ہٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار و یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت میں بھی سلام عرض کریں:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللہِ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللہِ فِی الْغَارِ
وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ"

اور اس کے بعد قریباً ایک ہاتھ داہنی جانب کو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہوکر عرض کریں:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ"

فائدہ:...... مدینہ طیبہ کے قیام کا ایک ایک لمحہ غنیمت جانئے، زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ نبوی ہی میں گزاریئے۔ تمام روئے زمین پر یہی وہ خوش نصیب خطہ ہے جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں، سجدے کئے ہیں، دعائیں مانگی ہیں، خطبے دیئے اور اعتکاف کئے ہیں، اور اسی کے ایک حصہ میں آج بھی آرام فرما ہیں، سچ ہے:

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است! وہمیں است! وہمیں است!

یہاں پر آپ کثرت سے نفل نماز پڑھیں، تلاوت کریں اور سب سے زیادہ درود شریف میں مشغول رہیں، اور جب بھی مناسب موقع ملے خصوصاً پانچ نمازوں کے بعد مواجہ شریف پر سلام کے لئے حاضری دیں۔

مسئلہ:...... مواجہ شریف پر اگر موقع نہ مل سکے تو روضۂ اقدس کے کسی جانب یا مسجدِ نبوی میں کسی جگہ سے بھی سلام عرض کرسکتے ہیں، اگرچہ اس کی فضیلت وہ نہیں جو مواجہ شریف پر حاضری کی ہے۔

مسئلہ:...... مسجد شریف سے باہر بھی جب بھی روضۂ اقدس کے سامنے سے گزر ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر کر سلام عرض کرکے گزرنا چاہئے۔

مسئلہ:...... مسجد شریف میں دنیا کی باتوں سے بہت زیادہ پرہیز کرے اور بلند آواز سے ہرگز کوئی بات نہ کرے۔

جنت البقیع:

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ اقدس کے بعد سب سے اہم مقام جنت البقیع کا قدیمی قبرستان ہے، جو حرمِ پاک سے مشرق میں چند قدموں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ازواجِ مطہرات وبنات طاہرات کے علاوہ اہل بیتِ نبوت کے دیگر ممتاز افراد، اور کتنے ہی جلیل القدر صحابہ کرام، بے شمار تابعین وتبع تابعین اور بعد میں پیدا ہونے والے بے حساب ائمہ عظام واولیاء کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) آسودۂ خواب ہیں:

"دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز!"

یہاں بھی روزانہ یا حسبِ موقع حاضری دیتے رہئے، رب کائنات سے ان کے لئے رحمت ومغفرت اور رفعِ درجات کی دعا مانگئے اور اپنے لئے بھی دعا کیجئے کہ:

"اے اللہ! یہ تیرے بندگان، اہل وفاء مجسم صدق وصفا جو آسودۂ راحت ہیں، ان کی جن باتوں سے تو راضی ہے، ان کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرما۔ اے اللہ! گو میرا دامن ان کی سی طاعت واعمال سے خالی ہے، لیکن مجھے تیرے ان وفا شعار بندوں سے تعلق خاطر اور محبت کسی درجہ میں ضرور ہے، بس اسی محبت وتعلق کی برکت سے مجھے بھی ان کے ساتھ شامل فرما:
وَاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ۔"

مسجدِ قبا:

یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد "تقویٰ" پر قائم ہونے کی شہادت دے کر قرآن پاک نے اسے عزت وعظمت بخشی اور "اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ" کے ارشادِ مبارک کے ذریعہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی اور جس میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ کے برابر بتلایا ہے، کم از کم ایک دوبار وہاں بھی جایئے، نماز ادا کیجئے اور وہاں کے انوار وبرکات کے حصول کی، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

جبلِ اُحد:

یہ وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "نُحِبُّہٗ وَیُحِبُّنَا۔" کہ ہمیں اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے۔ اسی کے دامن میں غزوۂ اُحد کا مشہور واقعہ ہوا ہے، جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید زخمی ہوئے اور ستر جاں نثار صحابہ شہید ہوئے، جن میں آپ کے محبوب چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، یہ سب شہداءِ کرام یہیں مدفون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور ان جاں نثاروں کو سلام ودعا سے نوازتے، آپ بھی وہاں پر حاضری دیجئے اور اسلام کے ان شیروں کو مسنون طریقہ سے سلام عرض کرکے ان کی بلندیٔ درجات کی دعا کیجئے اور اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور فلاحِ دارین کی اور دین پر استقامت کی دعا کیجئے، اس کے علاوہ دیگر زیارات بھی کرے۔

(باقی صفحہ 26 پر)

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۱۰

از افادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

بچوں کو جائز نعمتیں نہ دینے کا نقصان: میرے شیخ حضرت والاؒ فرماتے تھے کہ گھر والوں کو حلال اتنا دو کہ حرام کی طرف ان کا ذہن ہی نہ جائے، پھر فرمایا کہ بعض ناسمجھ حرام سے تو بچاتے ہیں مگر حلال بھی نہیں دیتے کہ یہ مت کھاؤ، یہ کپڑا مت پہنو۔ جائز جگہ سیر بھی نہیں کرواتے، عصر سے مغرب کھیل کا وقت ہے، اس میں بھی نہیں کھیلنے دیتے، اور اگر غلطی ہوجائے تو پٹائی کرکے ان کو دین سے دور کردیتے ہیں، چونکہ سر پہ کسی مربی کا سایہ نہیں ہوتا، کسی اللہ والے سے مشورہ نہیں کرتے کہ اولاد کی تربیت کیسے کرنی ہے، اولاد کو بیجا سختی سے برباد کردیتے ہیں۔

دینی ودنیاوی تعلیم پر بُرے اثرات

پڑھائی میں عدم یکسوئی کا سبب: موبائل فون کی وجہ سے یکسوئی ختم ہوگئی ہے، بہت سے بچے قرآن حفظ کررہے ہیں لیکن موبائل پر ویڈیو گیم بھی کھیلتے ہیں۔ لیکن ماشاء اللہ کچھ خواتین ایسی ہیں ان کا بچہ جتنی بھی ضد کرے مگر موبائل نہیں دیتیں۔ اگر ایک گھر میں مشترکہ خاندانی نظام ہے، چار بھائی اپنی اپنی فیملی کے ساتھ رہ رہے ہیں، اور ہر ایک کے بچے بھی ہیں۔ اگر ایک بھائی نے اپنے بچے کو موبائل دلا دیا تو پورے گھر میں گیم ہی چلتے رہیں گے۔ طلبہ کو تو علم حاصل کرنے کے لئے، مطالعہ کے لئے یکسوئی چاہیے اور موبائل، فلمیں، ڈرامے، ویڈیو گیم میں یکسوئی کہاں ہے؟

حافظہ کمزور کیوں؟: پہلے طلبہ یکسو ہوکر پڑھتے تھے، اب پل پل کی خبر معلوم کرکے اپنی ذہنی یکسوئی منتشر کردیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کل عمومی طور پر طلباء کرام خواہ وہ دینی مدارس کے طلبہ ہوں یا اسکول و کالج میں پڑھنے والے، اکثریت حافظہ کی کمزوری کی شکایت کرتی ہے، حالانکہ حافظہ کمزور نہیں ہوتا۔ اگر کمزور ہوتا تو ہمیں اتنی پرانی باتیں کیوں یاد رہتی ہیں؟ بلکہ یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے ذہن منتشر رہتا ہے، جس کی وجہ سے سبق یاد نہیں ہوتا۔ کتاب تو سامنے ہوتی ہے لیکن دل و دماغ موبائل، ویڈیو گیم اور کارٹون میں لگا ہوتا ہے تو ایسے طلبہ کو سبق کیسے یاد ہوگا؟

حفظِ قرآن میں سخت نقصان کا سبب: جب دماغ میں موبائل ہوگا تو دل میں قرآنِ پاک کیسے آئے گا؟ آج کل بچے اسی لئے حافظ جلدی نہیں بنتے یا اگر یاد کر بھی لیا تو بھول جاتے ہیں، اس کی بھی زیادہ وجہ یہی چیزیں ہیں کہ مدرسے سے آنے کے بعد ٹوپی پھینک کر گیم لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مدرسہ میں ہوتے ہوئے بھی دل ودماغ ویڈیو گیم میں ہوتا ہے، اب آپ ہی بتایئے کہ اس کو قرآن کیسے یاد ہوگا؟ اس لئے حفاظ کو اس لعنت سے خاص طور پر دور رکھیں۔

سستے پیکیج کے نقصانات: بیرونی گمراہ طاقتوں نے جب دیکھا کہ سب سے زیادہ صلاحیت، دین کی بھی اور دنیا کی بھی، قابلیت، شجاعت، سب صفات پاکستانیوں میں بہت ہیں تو ان کو تباہ کرنے کے لئے نیٹ، کیبل، فیس بک، موبائل پیکیج سب سستے کردیئے تاکہ نوجوان اس میں لگ کر ان صفات کو حاصل نہ کرسکیں اور ہر میدان میں پیچھے رہ جائیں۔ ہر وقت ان خرافات میں مصروف رہنے کی وجہ سے دینی ودنیاوی تعلیمی سطح بھی بہت کمزور ہوگئی کیونکہ طلبہ اپنی تعلیم کے بجائے انہی چیزوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر کرکٹ کے کھیل امتحانات کے دوران ہوتے ہیں تاکہ طلبہ کامیاب نہ ہوں یا رمضان میں ہوتے ہیں تاکہ مسلمان عبادت نہ کرسکیں۔

نہ دین کے رہے نہ دنیا کے: رات بھر فلمیں اور ویڈیو گیم سے سکون اور نیند سب برباد ہوجاتے ہیں، صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے، بعض تو زیادہ جاگنے کی وجہ سے ذہنی معذور ہوگئے۔ ایک نوجوان نے ۳۶ گھنٹے مسلسل نیٹ استعمال کیا، بینائی کمزور اور اعصاب شکستہ ہوگئے۔ گندی فلمیں دیکھنے کی وجہ سے چہرے پر پھٹکار برستی ہے کیونکہ چہرہ ترجمانِ دل ہوتا ہے، جب دل گندہ ہوگا تو چہرے سے بھی وہی ظاہر

ہوگا، ایسا شخص نہ دین کا رہتا ہے، نہ دنیا کا۔

ایک نئی مصیبت: آن لائن پڑھائی: کورونا کی وبا کے بعد جن گھروں میں نیٹ، کیبل، بڑا موبائل نہیں تھا، آن لائن پڑھائی کے بہانے آگیا اور خرافات شروع ہوگئیں۔ ہمارے کئی دوست اسکول کالج سے یو ایس بی میں لیکچر اور نوٹس وغیرہ لاتے تھے لیکن کبھی گھر میں نیٹ نہیں لگایا کیونکہ فائدے سے زیادہ اس کا نقصان ہے۔ ایسے بھی گھر ہیں جو بڑا موبائل نہیں رکھتے تھے، لیکن کورونا کے دوران آن لائن پڑھائی کے لئے اسمارٹ فون، نیٹ لے آئے، جو بچے ابھی تک موبائل سے دور تھے، اس کی وجہ سے گناہوں میں لگ گئے، اب ضد کرتے ہیں کہ موبائل واپس نہیں کریں گے۔

کالج اور یونیورسٹیاں عشقِ مجازی کے اڈے بن گئے: کالج اور یونیورسٹیوں میں ہوم ورک اور نوٹس وغیرہ کے لئے کلاس فیلو طلبہ کا گروپ بنایا جاتا ہے اور قصداً اس میں لڑکے اور لڑکیوں کو مخلوط رکھا جاتا ہے، پھر سب آپس میں موبائل پر بھی واٹس ایپ گروپ بنالیتے ہیں۔ اب بجائے تعلیمی سرگرمیوں کے عشق کا بازار گرم رہتا ہے کیونکہ ٹیڈی کے ساتھ اسٹڈی کرنے سے نفس تو ضرور ریڈی ہوگا، بجائے کتابوں کے حسینوں کی ویڈیو اور تصویروں کی اسٹڈی شروع ہوجاتی ہے، اس لئے امتحان میں فیل ہوجاتے ہیں یا نقل کرکے پاس ہوتے ہیں۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی

مساجد میں دنیاوی باتیں کرنے پر وعید: حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب مدظلہ نے اپنی کتاب ”ہمارے تین گناہ“ ص ۲۲ پر حدیث لکھی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے روز ایک خوفناک جانور ”حریش“ اعلان کرے گا اور پانچ قسم کے لوگوں کو اُچک کر منہ میں جمع کرے گا، پھر ان سب کو لے کر جہنم میں چلا جائے گا، العیاذ باللہ! ان میں ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو مسجد میں دنیا کی باتیں کیا کرتے تھے۔ آج کل مسجد میں بھی جب موبائل کی گھنٹی بجتی ہے فوراً اُٹھا کر دنیا کی باتیں شروع کردیتے ہیں۔ ہم لوگوں کے دل ودماغ پر موبائل کا اتنا تسلط ہوگیا کہ دورانِ نماز بھی دھیان اس طرف ہوتا ہے، اگر کال آجائے تو بعض لوگ اس طرح بند کرتے ہیں جس سے عملِ کثیر کی وجہ سے نماز بھی فاسد ہوجاتی ہے۔ سلام پھیرتے ہی مسنون اعمال کے بجائے فوراً موبائل اُٹھاتے ہیں، بعض ملکوں میں دفتروں تک میں موبائل لانے پر پابندی ہے تاکہ کام میں حرج نہ ہو اور ہم اللہ کے گھر میں موبائل پر باتیں کرتے رہتے ہیں۔

خالق سے رابطہ کاٹ کر مخلوق سے رابطہ: نیند سے اُٹھنے کے بعد مسنون دعا نہیں پڑھتے بلکہ موبائل دیکھتے ہیں۔ پہلے لوگوں کے ہاتھوں میں تسبیح ہوتی تھی، اس کی جگہ موبائل نے لے لی۔ موبائل میں قرآنِ پاک کھول کر تلاوت کرنا تو جائز ہے، مگر لوگ قرآنِ مجید کو ہاتھ میں اُٹھانے، چومنے اور دیکھنے سے محروم ہوگئے۔ مسجد میں ہیں، سامنے قرآنِ پاک الماری میں رکھا ہوا ہے لیکن موبائل پر ہی قرآن پڑھ رہے ہیں۔ پھر بتادوں کہ منع نہیں ہے لیکن قرآن ہاتھ میں لے کر پڑھنے کی کیا بات ہے۔ پھر اکثر دورانِ تلاوت کال آتے ہی بغیر کسی مجبوری کے اُٹھالیتے ہیں اور خالق سے رابطہ کاٹ کر مخلوق سے جوڑ لیتے ہیں۔ حضرت والاؒ فرماتے تھے کہ ہسپتال کے آئی سی یو وارڈ میں کبھی موبائل کی گھنٹیاں بجتی ہیں؟ کتنا ہی بڑا ڈاکٹر کیوں نہ ہو لیکن کیا کوئی ڈاکٹر آپریشن روم میں موبائل استعمال کرتا ہے؟ بے ہوشی والا ڈاکٹر مریض کو بے ہوش کرتے وقت فون اُٹھائے گا؟ انکم ٹیکس افسر کے سامنے موبائل کیوں نہیں اُٹھاتے؟ اس وقت ایمرجنسی کہاں چلی جاتی ہے؟

بیان سے فائدہ نہ ہونے کی وجہ: بعض لوگ بیانات میں تو آتے ہیں لیکن کوئی شیخ کے بیان میں چھپ کر دور بیٹھا میسج کرتا رہے، موبائل میں مصروف رہے تو شیخ تو نہیں دیکھ رہا مگر جس کے لئے شیخ کو شیخ بنایا ہے یعنی اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ بیان میں بھی گردن نیچے کرکے فون پر بات کررہے ہوتے ہیں، یا میسج پڑھ رہے یا بھیج رہے ہوتے ہیں تو ان کو بیان کا فائدہ کیسے ہوگا؟ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کا نام تو لیتے ہیں کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ جیسا دردِ دل ہمیں مل جائے کہ سلطنتیں نظر سے گرجائیں، ہم سے سلطنت کیا یہ موبائل نہیں چھوٹتا۔

اسمارٹ فون کی وجہ سے فجر قضا: آج ایک دوست کا خط آیا کہ رات دیر تک موبائل پر دینی کتابیں پڑھتا ہوں اور فجر کی جماعت چھوٹ جاتی ہے، کبھی نماز قضا بھی ہوجاتی ہے، مجھے غصہ تو بہت آیا لیکن ضبط کیا۔ میں نے لکھا کہ مجھے اعتماد ہے کہ آپ موبائل پر گناہوں میں ملوث نہیں مگر اے میرے دوست! آپ جائز چیز میں رات کو ڈھائی ڈھائی تین تین بجے سو رہے ہو، پھر نماز کیسی پڑھو گے؟ بیوی کو کیا ٹائم دوگے؟ دین کا کیا کام کروگے؟ ایسا آدمی اگر کہیں

ملازم ہے تو ڈیوٹی کے اوقات میں اس کے دماغ کا کیا حال ہوگا؟ ڈیوٹی کے اوقات بھی امانت ہیں، کیا ایسا آدمی امانت میں خیانت نہیں کر رہا؟

جب ماں باپ یا شوہر اہلِ خانہ کو وقت نہ دیں: جس گھر میں موبائل اور نیٹ میں سب گھر والے مبتلا ہوں تو ساتھ رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے لاتعلق رہتے ہیں، ایک دوسرے کی خدمت سے محروم رہتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کا چہرہ تکتا ہے کہ کب ہم سے بات کرے گا۔ جب اولاد کو، بیوی کو جائز محبت نہیں ملتی تو وہ غیروں سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

جب ماں باپ اولاد کو اور شوہر بیوی کو وقت نہ دے، دوستیوں اور موبائل میں سارا وقت برباد کرے تو ان کے دل پر چھری چل جاتی ہے۔ ایک بچے نے تو یہ خواہش کی کہ کاش میں ٹچ موبائل ہوتا، کم از کم والدین کی محبت تو مل جاتی۔

میرے شیخؒ نے لکھا ہے کہ آپ کتنے بھی مال دار ہو، کتنا بھی کاروبار کرتے ہو لیکن گھر والوں کو کچھ وقت دو، ورنہ وہ غیروں میں محبت تلاش کریں گے، خصوصاً بیٹیاں اور بیوی وغیرہ، ورنہ ان کے دل سے آہ نکلے گی، آخر وہ بھی تو انسان ہیں۔

مواعظ حسنہ نمبر ۱۰۳ ”دارِفانی میں بالطف زندگی“ میں میرے شیخؒ نے یہی دعا مانگی ہے کہ اے اللہ! دنیا کو ہماری رغبت کی انتہا نہ بنا کہ ہر وقت دنیا کی محبوبیت دل میں گھسی ہوئی ہو۔ ایک خادمِ دین کے پاس رات میں کوئی اصلاحی میسج آیا، جس میں کچھ گناہ سے بچنے کی بات تھی، جب وہ اس کا جواب دینے لگے تو ان کی اہلیہ نے کہا کہ رات کافی ہو چکی ہے، اب بھی آپ موبائل میں مصروف ہیں۔ شوہر نے اہلیہ کو سمجھایا کہ یہ میسج ایسا ہے اگر جواب نہ دوں گا تو اس شخص کا بڑے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ ان صاحب نے مجھے یہ بات بتائی تو میں نے بیان میں بھی کہا کہ دیکھو! موبائل پر جائز چیز میں مصروف تھے لیکن اہلیہ کو اس سے بھی اذیت ہوئی کہ اب یہ میرا وقت ہے۔ لہٰذا تمام لوگ اس بات کا خیال رکھیں، آپ سارا دن گھر سے باہر ہوتے ہیں، کسی کا کاروبار ہے، کسی کی نوکری ہے، لیکن جب گھر آئیں تو گھر والوں کو وقت دیں، ماں باپ بیوی بچے یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان سے باتیں کریں، ان کا حال احوال پوچھیں۔

ہماری بے اعتدالیاں: خدا کے واسطے موبائل کی وجہ سے اہلِ خانہ کے حقوق متاثر نہ کریں، کچھ بھی گناہ نہیں کر رہے ہیں، دینی کتاب ہی پڑھ رہے ہیں لیکن امانت میں خیانت کر رہے ہیں۔ میرے دوست! کیا رات دو ڈھائی بجے دینی کتاب پڑھنے کا وقت ہے؟ ایک صاحب کے پاس موبائل میں پانچ ہزار دینی کتابیں ہیں۔ ارے اللہ کے بندے! کیا آپ نے حضرت والاؒ کی کتابیں پوری پڑھ لیں؟ ان پانچ ہزار کتابوں میں سے اب تک کون سی کتاب پوری پڑھی ہے؟ بس کبھی ایک کتاب، کبھی دوسری، پھر تیسری، وقت دیکھا تو ڈھائی بج گئے۔ اگر شیخ نے آپ کو موبائل استعمال کرنے کی اجازت دی ہے تو اس کے استعمال میں اعتدال رکھیں ورنہ یہی چیزیں دین کے بہانے ہمیں تباہ کر دیں گی۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ رات دیر تک موبائل لے کر اپنے نفس پر بھروسہ کرنے والا بچ نہیں سکتا۔ شیخ کو بھی وقتاً فوقتاً اطلاع کریں، چند ہی لوگ ہیں جو شیخ کو اپنے موبائل کے استعمال کے بارے میں اطلاع کرتے ہیں۔

ہماری نالائقیوں کا بیوی بچوں پر اثر: کئی خواتین نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ ہمارے والد سب کو نکال کر کمرہ بند کر کے گندی فلمیں دیکھتے ہیں، لڑکیوں سے باتیں کرتے ہیں، ہم سے محبت نہیں کرتے، نہ ہمیں وقت دیتے ہیں، اب ہم کیا کریں؟ ایسی خواتین اور بچیوں کے سینکڑوں خطوط، ای میل کا نچوڑ چار باتیں پیش کرتا ہوں: ① ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم بھی گندی فلمیں دیکھیں، ② ہم بھی نامحرم سے باتیں کریں، ③ گھر سے بھاگ جائیں، ④ یا خودکشی کر لیں۔

گھر کے بڑوں کو سوچنا چاہیے کہ ہم اپنی حرام خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنے گھر والوں کو کیسے برباد کر رہے ہیں، عبرت کا مقام ہے۔ ایسی بچیوں کی کوئی دینی تربیت تو ہوتی نہیں، کوئی روک ٹوک بھی نہیں، لہٰذا جہاں چاہیں جس کے ساتھ چاہیں نکل جائیں۔ مرد حضرات کہیں جائز کہیں ناجائز کاموں میں رات دن مصروف ہوتے ہیں تو بازار کی تمام خریداری اور معاملات بیوی، بیٹی اور بہن نبا رہی ہوتی ہیں، دکان سے سودا، دودھ، ڈبل روٹی لانا، اسکول وین ڈرائیور سے بات چیت سب کام عورتیں کرتی ہیں، بدمعاش لوگ اس کا غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں اور ان کو بے راہ روی کا شکار کرتے ہیں۔

ابتداء سے اولاد کی بربادی: انہی خرافات کی وجہ سے معصوم بچے بھی والدین پر بوجھ بن گئے ہیں، شروع سے ہی بے بی Sitter میں ڈال دیتے ہیں یا دو ڈھائی سال کی عمر میں کنڈر گارٹن میں ڈال دیتے ہیں جہاں وہ گھنٹوں پمپر میں پیشاب پائخانہ میں رہتے ہیں۔ معصوم بچوں کو اپنی محبت اور شفقت سے محروم کر کے

غیروں کے حوالے کر دیتے ہیں، اس کی وجہ یا تو ماں کی ملازمت ہوتی ہے یا پوری رات خرافات میں گزار کر دن میں آرام کرنا ہوتا ہے اور بچہ سونے نہیں دیتا، اس لئے اس طریقے سے جان چھڑاتے ہیں۔

گھروں میں نیک منظر بدل گیا:

ایک زمانہ تھا کہ فجر کے بعد والد، دادا، بھائی اور بیٹا سب مسجد میں تلاوت کرتے تھے، گھر میں دادی اماں مصلے پر بیٹھ کر تسبیح پڑھتی تھیں، اماں قرآن پڑھتی تھیں، بہن اور بیٹی بہشتی زیور پڑھتی تھیں لیکن موبائل اور نیٹ نے یہ منظر بدل دیا ہے، اب زیادہ تر لوگ موبائل، لیپ ٹاپ وغیرہ پر مصروف نظر آتے ہیں۔ گھر کے بڑے جب گندی فلمیں دیکھیں تو بیوی بچوں پر کیا اثر پڑے گا۔ بعض لوگ بوڑھے ہوگئے لیکن موبائل کی خرافات میں مبتلا ہیں، ہر وقت دماغ گرم رہتا ہے، خاندان کی بچیوں کو ہوس ناک نظروں سے دیکھتے ہیں، ایسے شرمناک واقعات آئے روز سننے میں آتے ہیں کہ بیان بھی نہیں کئے جاسکتے۔

دھوکا نہ کھائیو کسی ریشِ سفید سے
ہے نفس نہاں ریشِ مسوّد لئے ہوئے

اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے کا نتیجہ:

ہر آدمی اپنی جمع پونجی کی نہ صرف حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کو بڑھانے کی بھی کوشش کرتا ہے لیکن افسوس کہ سب سے قیمتی سرمایہ یعنی اولاد کی آج نہ کوئی فکر کرتا ہے کہ گناہوں سے ان کو بچائے، نہ ان کی صحیح تربیت کرتا ہے، خود بھی موبائل اور نیٹ کے گناہوں میں مبتلا ہیں اور بچوں کو بھی انہی چیزوں کے حوالے کر کے ان کا مستقبل داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اولاد اس ماحول میں پرورش پاتی ہے تو پھر والدین کی خدمت اور اطاعت نہیں کرتی۔ موبائل، ٹی وی، گیم میں پڑ کر بڑوں کی خدمت اور دعاؤں سے محروم ہوگئی ہے۔ والدین تڑپتے رہتے ہیں لیکن کس کو گناہوں کی رنگینیوں سے فرصت ہے، پہلے یہ سب باتیں ہم مغربی ممالک کے بارے میں سنتے تھے کہ وہاں کسی کو کسی کی پرواہ نہیں ہے، اب ہمارے ملک میں بھی ایسی خبریں تسلسل سے آنے لگی ہیں۔ اب ہمارا یہ حال ہوگیا ہے کہ دور کی دوستیاں تو ایسی پکی ہیں کہ ان کے بغیر گزارا نہیں اور اپنوں سے ایسی دوری ہوگئی ہے کہ کچھ خبر نہیں۔

اکابرِ دین اور مدارسِ دینیہ کا اعلان

جامع صغیر کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن تمہارے اعمال انبیاء کرام علیہم السلام اور آباء و اجداد پر پیش کئے جاتے ہیں پس اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو (اپنے بُرے اعمال سے) اذیت نہ دو۔ اس حدیث کی روشنی میں ہم سوچیں کہ ہمارا گناہوں سے بھرا اعمال نامہ جب ہمارے اکابر کے پاس عالمِ برزخ میں پہنچے گا تو ان کو کتنی اذیت ہوگی! کم از کم ہم اپنے بزرگوں کو اذیت تو نہ دیں اور جو موجودہ اکابرِ دین ہیں، ان کی قدر کریں اور وہ جو اس اسمارٹ فون کے فتنے کے بارے میں کہہ رہے ہیں اس پر غور کریں:

ارشادات حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم:

اسمارٹ فون اس دور کا عظیم فتنہ:

ارشاد فرمایا کہ یہ (اسمارٹ فون) اس دور کا بہت عظیم فتنہ ہے جس کے اندر ہم لوگ مبتلا ہوگئے ہیں، اور شاید کوئی اللہ کا بندہ ہوگا جو اس قسم کا فون رکھے اور گناہ سے محفوظ رہے۔ کہیں نہ کہیں اس کی نگاہ ایسی جگہ پڑ جائے گی جو اس کے لئے جہنم کا ایندھن بننے کے لئے کافی ہوگی۔ سب سے زیادہ جس گناہ میں ابتلائے عام ہے، بڑے بڑے مبتلا ہیں، وہ ہے نظر کی حفاظت نہ کرنا، اور آج کل یہ فتنہ گھر گھر میں، بچے بچے کے ہاتھ میں ہے اور بڑے بڑے متقی و پرہیزگار کے ہاتھ میں ہے۔ بظاہر نیک نیتی کے ساتھ لئے ہوئے ہے کہ میں اس میں اچھی بات کہوں گا یا اچھی بات دیکھوں گا، لیکن مبتلا ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ:.... قربانی کی فضیلت واہمیت

اہم وضاحت:.... آج کل کچھ ملحد لوگ اور بے دین لوگ قربانی پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قربانی کرنا پیسے اور وقت کا ضیاع ہے؛ حالانکہ ان کی یہ بات شرعاً و عقلاً قابل قبول نہیں ہے؛ اس لیے کہ اگر قربانی کرنا پیسے اور وقت کا ضیاع ہوتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنے کی اتنی زیادہ تاکید وارد نہ ہوتی، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل سے یہ بات ثابت ہے کہ قربانی کرنا اللہ تبارک وتعالی کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ عشق و محبت کا اظہار بھی ہے، اور مومن بندے کی مغفرت کا باعث بھی ہے، اس لیے ایسے لوگوں کی باتوں کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کی قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

تذکرہ علامہ احمد میاں حمادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

علامہ احمد میاں حمادیؒ بانی خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کے پوتے اور ان کے فرزند ارجمند حضرت محمود حسن ہالیجویؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۳۵ء اور وفات ۱۸/اپریل ۲۰۲۴ء کو ہوئی۔ آپ نے سندھ کی نامور دینی درسگاہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی سے دورۂ حدیث شریف کیا، ٹھیڑھی کھجور کی عالمی منڈی ہے اور ٹھیڑھی کی درسگاہ بھی بین الاقوامی شہرت کی حامل ہے، جہاں سے بڑے بڑے علماء کرام نے اپنے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم تو اپنی خانقاہ سے حاصل کی، جس کے بانی آپ کے جدامجد حضرت ہالیجویؒ تھے، جو مفسر القرآن حضرت سائیں سیّد تاج محمود امروٹیؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت امروٹیؒ سے ہی ہمارے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو خلافت ملی جس کی تائید حضرت دین پوریؒ نے فرمائی۔

مولانا احمد میاں حمادیؒ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز سکھر کی جامع مسجد معصوم شاہ مینارہ اور جامع مسجد سفید سے کیا اور ۱۹۷۰ء میں ضلع سانگھڑ کے ضلعی خطیب کی حیثیت سے ٹنڈو آدم کی جامع مسجد میں خطابت و امامت کے فرائض کا آغاز کیا۔

۱۹۸۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوئے اور آپ نے قادیانیوں کو تحریر و تقریر کے ذریعہ ناکوں چنے چبوائے اور کئی ایک رسائل کی اشاعت و تقسیم کا انتظام کیا۔ آپ نے اردو اور سندھی زبانوں میں لٹریچر شائع کر کے ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا۔ نیز سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد رکھی جو اب تک جاری و ساری ہے۔ آپ نے پورے صوبہ سندھ میں ختم نبوت کی حفاظت کے لئے شب و روز محنت کی۔ راقم بھی کئی مرتبہ ان کے اجتماعات میں شریک ہوتا رہا ہے، سندھ حیدرآباد کے قریب کوٹڑی میں ایک اور فتنہ ریاض احمد گوہر شاہی نہیں گوبر شاہی پیدا ہوئے، اس نے اپنے آپ کو امام مہدی اور مسیح کہنا شروع کر دیا تو مولانا حمادی میاںؒ خم ٹھونک کر اس کے خلاف میدان میں آئے اور گوہر شاہیوں کے ناک میں دم کر دیا، زیریں سندھ میں بالخصوص جہاں ان کی سرگرمیاں سنیں اور دیکھیں لاٹھی لے کر میدان میں اتر پڑے اور دسیوں مقامات پر ان کے خلاف عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے اور انہیں ان کے غلط عقائد کی بنا پر عدالتوں سے سزائیں دلوائیں۔ آپ کا سندھ میں اتنا موثر اور بھاری کردار رہا کہ جہاں کہیں قادیانیوں اور گوہر شاہیوں کی خلاف قانون سرگرمیاں دیکھیں تو انہیں قانون کے حوالے کر دیا۔ ان کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے جناب منظور احمد میوؔ ایڈووکیٹ جیسے کئی ایک معاون مل گئے اور اگر کہا جائے کہ منظور احمد میو ایڈووکیٹ انہیں کی دریافت ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں دو نکاح کئے اور ان سے چھ بیٹے اور سات بیٹیاں اللہ پاک نے عطا فرمائے اور تمام کو دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا اور تمام بیٹوں کو جماعت کے ساتھ جوڑے رکھا۔ بڑے بیٹے مولانا راشد مدنی حمادی ان کے جانشین ہیں، مولانا راشد مجلس کے مبلغ بھی رہے، جب آپ ریٹائرمنٹ کے قریب ہوگئے تو اپنے بڑے بیٹے مولانا راشد کو جامع مسجد میں امام و خطیب کرا دیا جو ترقی کرتے کرتے ڈسٹرکٹ خطیب تک کے عہدہ پر جا پہنچے۔ آپ کے آباواجداد قادری راشدی سلسلہ سے متعلق تھے۔ آپ بھی اپنے آبائی سلسلہ کو برقرار رکھے رہے۔

ہمارے حضرت محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے انہیں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا تو اب آپ قادری راشدی کے ساتھ چشتی بھی ہوگئے۔ ذکر و فکر کی مجالس کے بجائے ان کی محافل مجالس ختم نبوت ہوگئیں۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا سب ختم نبوت کے لئے ہو گیا۔ موصوف نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اندرون و

بیرون سندھ بے شمار سفر کیے اور جس معاملہ کو ہاتھ میں لیا اسے انتہا تک پہنچا کر چھوڑا۔

آپ فنافی ختم نبوت ہو گئے۔ نیز آپ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی منتخب کر لئے گئے، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ نے انہیں مجلس کی شوریٰ کا ممبر مقرر کیا۔

تقریباً نصف صدی آپ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر رہے۔ آپ کے مجلس میں آنے سے پہلے کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں صرف تین مقامات پر مبلغ ہوتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ سندھ کے تمام اضلاع میں ختم نبوت کے مبلغ ہونے چاہئیں، اب الحمدللہ! حیدرآباد اور سکھر کے علاوہ میر پور خاص، تھرپارکر، بدین، نواب شاہ، لاڑکانہ، شکارپور، خیرپور میرس میں جماعت کے مبلغ ہیں اب تو میر پور خاص، نواب شاہ میں مجلس کے ملکیتی دفاتر بھی ہیں۔ غرضے کہ ان کی خواہش کی اللہ پاک نے یوں تکمیل فرمادی۔ آپ نے فتنہ گوہر شاہی کے خلاف بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور ریاض احمد گوہر شاہی کو عدالت سے ۹۹ سال کی سزا سنوائی۔ وہ اپنی زندگی میں سرزمین پاک میں قدم نہ رکھ سکا۔ اس کی موت کے بعد اس کا لاشہ پاکستان میں آیا اور اس کا کوٹری میں مرکھٹ بنا۔ غرضیکہ آپ نے ہمہ جہت جدوجہد کی۔ تقریر، تحریر، عدالتی سطح پر قادیانیوں کے خلاف بھی بیسیوں کیس کیے، ان کیسوں کے نتیجہ میں جو قادیانی چناب نگر میں آکر چھپا اسے بھی پولیس کے ذریعہ گرفتار کرایا۔

کافی عرصہ سے صاحب فراش چلے آرہے تھے۔ دبلے پتلے تو تھے ہی بیماری کے دوران تو غذا وخوراک اور کم ہوگئی اور آخری دنوں میں بستر سے لگ گئے اور استغراقی کیفیت ہوگئی تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ کی ۱۸/ اپریل ۲۰۲۴ء کو روح نے قفس عنصری سے پرواز کی جس مسجد میں آپ نے اپنی زندگی کے چون سال گزارے اسی مسجد میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت آپ کے فرزند اکبر مولانا راشد مدنی نے کی۔ جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور آپ کو ٹنڈو آدم کے مرکزی قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔☆☆

جابہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

جابہ وادی سون سیکسر کا ٹھنڈا علاقہ ہے، قادیانیوں نے وہاں النخلہ کے نام سے گرمائی ہیڈکوارٹر قائم کیا۔ ہیوی قسم کے جنریٹر لگوائے۔ انگہ میں کپتان غلام محمدؒ جانباز احراری راہنما تھے اور حاجی نجیب الدینؒ نے امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو صورت احوال سے آگاہ کیا۔ شاہ جیؒ جابہ تشریف لائے، کھلے میدان میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ شاہ جیؒ نے اعوان برادری کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہاری آنے والی نسلوں کو قادیانی ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اعوان جو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، ان کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور النخلہ ویران ہوگیا، جبکہ ملک اللہ وسایا نامی ایک مسلمان نے دو کنال زمین مجلس کو وقف کی۔ جھاوریاں کے مولانا قاضی عبدالملکؒ اور ''دلی'' کے مولانا قاضی احمد رضا کی نگرانی میں مسجد تعمیر ہوئی اور کپتان غلام محمدؒ کے فرزند ارجمند حافظ محمد حیاتؒ امام مقرر کئے گئے۔ ان کی وفات ۲۴/جنوری ۲۰۰۸ کے بعد حافظ محمد حیات کے فرزند ارجمند مولانا محمد اسماعیل خدمات سرانجام دیتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا قاری عبیدالرحمٰن مدظلہ کی نگرانی میں اس کی تعمیر جدید ہوئی۔ اب خوبصورت مسجد اور مسجد کے مشرق کی طرف مدرسہ کے دو کمرے تعمیر کئے گئے۔ ویسے تو وہاں شاہ جیؒ کے دور سے کانفرنس ہوتی چلی آرہی ہے۔ امسال ۲۰/اپریل ۲۰۲۴ء ظہر سے عصر تک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن، خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے مجلس رحیم یار خان کے امیر مولانا قاضی شفیق الرحمٰن، مجلس سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا۔ آخری خطاب ودعا عارف باللہ مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے کیا۔ علماء کرام نے اہالیان پچند، مولانا قاری عبیدالرحمٰن، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ جابہ کے قدیمی مرکز جامع مسجد ختم نبوت میں عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد میں کامیاب ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل، محمد اسحاق انگوی نے مہمانانِ گرامی کے اعزاز واکرام کے لئے بھرپور تعاون کیا۔ علاقہ بھر کے علماء کرام و مشائخ عظام نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری عبدالقیوم کی تلاوت سے ہوا۔ نعتیہ کلام جناب شعیب عباس اور مولانا محمد آصف ثمن نے پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد نواز نے سرانجام دیئے، جبکہ قراردادیں قاری فضل محمود کاشف نے پیش کیں۔

(احسان احمد شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر کے جانباز مبلغ ہیں، شب و روز جماعتی کاموں میں مصروف رہتے ہیں، انہوں نے دو روز بہاولنگر کے لئے نوٹ کرائے۔ چنانچہ ۲۱/اپریل جابہ خوشاب سے واپسی پر رات جامع مسجد بلال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا سعد اللہ لدھیانوی سلمہ کے ہاں گزاری، صبح کا درس بھی بلال مسجد میں دیا۔

قاضی عبدالرحمٰن طوفانی سلمہ ہمارے مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کے برادر زادہ ہیں، ان کے نکاح مسنونہ کی تقریب عیدالفطر کے متصل بعد تھی راقم اس میں تو حاضر نہ ہوسکا۔ ۲۲/اپریل ان کے ہاں نکاح مسنونہ کی مبارک باد پیش کی۔ مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ ہمارے جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے تعلیم کے زمانہ کے ساتھیوں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے امیر ہیں۔ رمضان المبارک سے قبل ان کی ہارٹ سرجری ہوئی، ان کے کامیاب آپریشن اور صحتیابی پر ۲۲/اپریل کو ان کی مکمل تندرستی کی دعا کے لئے حاضری ہوئی، اللہ پاک انہیں مکمل صحتیابی کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں۔ جامع مسجد تیلیاں والی کے خطیب مجلس بہاولنگر کے امیر مولانا اکرام اللہ عارفی مدظلہ ہیں۔ ۲۲/اپریل عشاء کی نماز کے بعد ان کی مسجد میں بیان ہوا، راقم نے سامعین کو بتلایا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ پر ۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو پچاس سال مکمل ہورہے ہیں تو مجلس نے ۷/ستمبر کو گولڈن جوبلی منانے کا اعلان کیا ہے۔ ۷/ستمبر کو پورے ملک میں ختم نبوت ریلیاں نکالی جائیں گی، نیز ۷/ستمبر کو مجلس کی مرکزی شوریٰ کے فیصلہ کے بعد اسلام آباد یا لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی جس میں ۷/ستمبر کے پارلیمانی فیصلہ کے تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا جائے گا۔

۲۳/اپریل صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد مہاجر کالونی میں بیان ہوا۔ مولانا فیض احمدؒ جامع مسجد کے ایک عرصہ تک خطیب رہے، ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالغفورؒ کے فرزند ارجمند مولانا بارک اللہ مدظلہ خطیب مقرر ہوئے، ان کے دور خطابت میں مسجد کی تعمیر جدید ہوئی اس وقت مسجد مہاجر کالونی بہاولنگر کی خوبصورت مسجدوں میں سے ہے۔

۲۳/اپریل بعد نماز عشاء مدینہ مسجد المعروف ڈگی والی میں بیان ہوا۔

۲۴/اپریل صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد حسین آباد میں بیان ہوا۔

بہاول نگر سے حاصل پور کا سفر کیا۔ جہاں ۲۴/اپریل کو عصر کی نماز کے بعد مرکزی جامع مسجد میں عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۲۶/اپریل بھی ملکی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جس دن صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک پر تحریک کے قائدین سے ملاقات میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کا اعلان کیا، جس کی رو سے قادیانیوں کو اپنے غلط اور جھوٹے عقائد کی تبلیغ پر پابندی عائد کردی۔ راقم نے کہا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے فیصلہ کو پچاس سال مکمل ہورہے ہیں اور ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو چالیس سال مکمل ہورہے ہیں، ایسے قوانین کی جان کی بازی لگا کر حفاظت کی جائے گی۔

۲۵/اپریل صبح کی نماز کے بعد قریبی آبادی چک نمبر ۶۳ کی جامع مسجد میں درسِ قرآن کے اجتماع سے خطاب کیا۔

۲۵/اپریل شام کو جامعہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی میں حاضری دی، جہاں جامعہ کے شیخ الحدیث اور مقامی امیر مجلس مولانا ارشاد الحق مدظلہ نے خیر مقدم کیا۔

۲۶/اپریل صبح کی نماز کے بعد جامعہ کی عظیم الشان جامع مسجد القادر میں بیان ہوا اور جامعہ کے مہتمم مولانا محمد عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ جامعہ کے بانی مولانا مفتی غلام قادرؒ تھے، انہیں خیر پور ٹامیوالی کے مولانا سید غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ نے ۱۹۳۸ء میں دارالعلوم دیوبند بھیجا، جہاں انہوں نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ سمیت دیگر اساتذۂ دیوبند سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ علوم نبویہ کی تحصیل کے بعد ایک سال دہلی

میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ایک سال بعد حضرت مولانا سیّد غلام محی الدین ہمدانیؒ نے واپس بلالیا اور ۱۹۴۰ء میں جامعہ خیرالعلوم کا آغاز کیا۔ موصوف جامعہ خیرالمدارس ملتان کے دوسرے مہتمم مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد عبداللہ مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ مولانا ارشادالحق مدظلہ اور راقم کا سن فراغت ۱۹۷۶ء ہے۔ موصوف تقریباً نصف صدی سے تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

خطبہ جمعہ: ۲۵/اپریل کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد حقانیہ منڈی یزمان میں دیا۔ منڈی یزمان کو بہت سے چکوک لگتے ہیں۔ ایک مخیر نے ایک ایکڑ یعنی آٹھ کنال زمین مدرسہ ومسجد کے لئے وقف کی۔ یہاں مفتی فقیر اللہ، مولانا احمد حسن ایک عرصہ تک امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ موخرالذکر استاذ العلماء والمفتیون حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی ثم ملتانی کے فرزند نسبتی اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا تو ان سے بیسیوں ملاقاتیں رہیں۔ جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے الیکشن میں حصہ لیا اور ہزاروں مسلمانوں نے انہیں ووٹ دے کر اعتماد کا اظہار کیا۔

قاری غلام یاسین سے تعزیت: موصوف جمعیت علماء اسلام بہاول پور ضلع کے امیر اور جامعہ صدیقیہ کے نام سے قائم ادارہ کے بانی ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کی اہلیہ محترم کا انتقال ہوا تو یزمان سے آتے ہوئے تعزیت کا اظہار کیا۔ نیز مرحومہ کی مغفرت کی دعا کی۔

جامع مسجد اشرف غلہ منڈی

بہاولپور کے بانی حاجی محمد اشرف چغتائی تھے۔ مذکورہ بالا مسجد اہل حق کی دعوت وتبلیغ کا مرکز رہی ہے۔ مولانا محمد یوسف بہاولپوریؒ ایک عرصہ تک یہاں خطابت کے جوہر دکھلاتے رہے۔ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کے بانی ومہتمم کا انتقال ہوا تو انہیں مہتمم کی حیثیت سے شہداد پور بلالیا گیا تو ان کے بعد بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایک بلند ہمت وکردار مولانا محمد عبداللہ خان ایک عرصہ تک خطیب وامام رہے۔ ان کے بعد منڈی یزمان کے چک نمبر ۱۰۸ ڈی بی کے مولانا محمد عبداللہؒ امام وخطیب رہے۔ ان کا جوانی میں انتقال ہوگیا تو ان کے فرزند ارجمند مولانا لطف اللہ خطیب رہے، آج کل وہ صاحب فراش ہیں۔ اللہ پاک انہیں صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔

دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے بانی و ناظم اعلیٰ مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ کے نواسہ مولانا محمد مغیرہ امامت وخطابت کے فراض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۲۶/ اپریل کو جامع مسجد اشرف غلہ منڈی میں درس دیا۔

دارالعلوم مدنیہ: جامعہ کے بانی مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ تھے۔ دارالعلوم ٹنڈوالٰہ یار سے دورۂ حدیث کیا۔ جہاں آپ کو مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صحبتیں نصیب ہوئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ سب سے پہلے دارالمبلغین سے آپ نے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے ردِ قادیانیت وعیسائیت پر تربیت لی، سکھر، لاہور سمیت کئی ایک اضلاع کے مبلغ رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ لاہور کے مبلغ تھے۔ حضرت درخواستیؒ کے حکم پر دارالعلوم مدنیہ بہاولپور میں قائم کیا۔ ۱۳/مارچ ۱۹۹۷ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا زبیر احمد اور ان کی وفات کے بعد مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ مہتمم وشیخ الحدیث بنائے گئے۔ ۲۶/اپریل کو دارالعلوم مدنیہ کے شعبہ کتب کے طلبا سے افتتاحی بیان کیا۔

جامع مسجد ٹرسٹ کالونی: مسجد میں ۲۷/اپریل صبح کی نماز کے بعد بیان ہوا، مسجد ہذا کے بانیوں میں حاجی سیف الرحمٰن انصاریؒ بھی تھے جو مجلس کی مرکزی شوریٰ اور بہاولپور مجلس کے امیر، مرکزی انجمن تاجران کے صدر بھی رہے۔ متحرک و فعال شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے فرزندان گرامی میں سے بڑے محمد اکرام انصاری ہیں اور ان کے ایک بیٹے محمد عثمان ہیں۔ جو اپنے والد کے آخر وقت تک خادم رہے۔ مولانا ساقی سے انہوں نے ناشتہ کا وقت طے کیا، تو حاجی سیف الرحمٰنؒ کی خدمات سے متعلق گفتگو ہوتی رہی اور یادیں تازہ کیں۔

جامعہ صدیقیہ نور محل روڈ کے طلبا سے افتتاحی بیان: مدارس عربیہ کے تعلیمی سال کا آغاز ہورہا ہے۔ جامعہ صدیقیہ کے بانی قاری غلام یاسین ہیں، جن سے دس سالہ رفاقت رہی۔ ان کی استدعا پر ۲۷/اپریل ۱۱ بجے صبح طلبا کرام سے افتتاحی بیان ہوا، قاری صاحب

جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے امیر بھی ہیں، پچھلے دنوں ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ تعزیت کی اور دعا بھی، اللہ پاک مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

رحمٰن مسجد بستی اوڈاں سیٹلائٹ ٹاؤن: مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد مولانا ساقی کی معیت میں حاضری ہوئی اور بیان ہوا۔

دارالعلوم اسلامی مشن: دارالعلوم کے بانی امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزادؒ تھے۔ آپ نے عیسائی مشن کے مقابلہ میں اسلامی مشن قائم کیا، کچھ عرصہ عیسائیوں کے عقائد و عزائم سے متعلق تحریری و تقریری خدمات سرانجام دیں۔ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مقرر ہوگئے تو دارالعلوم مشن میں خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، نبیرۂ حضرت درخواستیؒ حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ، مولانا محمد حنیفؒ دیگر کئی ایک حضرات نے اہتمام وانصرام سنبھالے رکھا۔ تا آنکہ استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے استدعا کی گئی تو استاذ جیؒ نے فرمایا کہ اس شرط پر مدرسہ کا نظم سنبھالیں گے کہ مدرسہ کے اندرونی معاملات یعنی اساتذۂ کرام اور طلبا کے داخلہ وخارجہ میں کمیٹی کا کوئی عمل دخل نہ ہوگا، تو استاذ جیؒ نے اپنے ایک شاگرد رشید مولانا عبدالرزاق مدظلہ کے سپرد فرمایا۔ اندرون مدرسہ کا انتظام و انصرام مولانا عبدالرزاق چلا رہے ہیں، جبکہ کمیٹی کے صدر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے مسترشد حافظ ڈاکٹر حمیداللہ خان خاکوانی ہیں۔ ۲۹/اپریل صبح کی نماز کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا اور یہ تمام پروگرام مولانا محمد اسحاق ساقی کی نگرانی میں ہوئے۔

مجلس لودھراں کے زیر اہتمام علماء کنونشن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ خیرالعلوم ریلوے اسٹیشن میں صبح گیارہ بجے سے ایک بجے تک ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا محمد مرتضٰی نے جبکہ مہمانانِ خصوصی مولانا محمد اسحاق ساقی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ مہمانانِ خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے پارلیمانی فیصلہ جس میں مرزائیوں کے دونوں گروپوں قادیانیوں اور لاہوریوں گروپ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا تھا کو پچاس سال مکمل ہونے پر ۷ ستمبر ۲۰۲۴ء کو گولڈن جوبلی منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۷ ستمبر سے پہلے پورے ملک میں جلسے، جلوس، سیمینار اور کنونشن منعقد ہوں گے، جبکہ ۷ ستمبر کو ملک بھر میں ختم نبوت ریلیاں نکالی جائیں گی۔ ۷ ستمبر کو بہت بڑا پروگرام اسلام آباد یا لاہور یادگار پاکستان کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقد ہوگا۔ جس کا فیصلہ مجلس کی مرکزی شوریٰ کرے گی۔ کنونشن میں مولانا غلام قادر حنبلی، مولانا خلیل احمد، مولانا حیدر عباس، مولانا مفتی شمس الحق، مولانا عبدالعزیز، مفتی فیاض احمد، سید حفیظ احمد شاہ، مولانا محمد یوسف، قاری ولی اللہ، مولانا عبدالغفور خان، مولانا محمد عمران، مولانا محمد رمضان، قاری سعید الرحمٰن سمیت کئی ایک علماء کرام نے شرکت کی۔ علماء کرام نے کہا کہ انشاء اللہ العزیز گولڈن جوبلی بھرپور طریقہ سے منائی جائے گی۔ نیز جماعتی پروگرام کو تیز کرنے کے لئے ماہوار اجلاس کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ کنونشن مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

☆☆ .... ☆☆

بقیہ:..... آسان حج وعمرہ

الوداع:.... مدینہ طیبہ کی معطر ومنور فضا میں اپنی خوش بختی اور سعادت کے حاصلِ زندگی لمحات پورے کرکے آخر کار آپ کو واپس لوٹنا ہے، چنانچہ سید الانس والجان، فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور مقاماتِ مقدسہ کی حاضری کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو، مُلّا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد شریف میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے، ریاض الجنۃ میں ہو تو بہتر ہے، اس کے بعد مواجہ شریف پر الوداعی سلام کے لئے حاضر ہو، صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنی ضروریات کے لئے حج وزیارت کی قبولیت کے لئے، مدینہ پاک اور اہل مدینہ کے حقوق وآداب میں کوتاہی پر معافی کے لئے، خیر وعافیت کے ساتھ وطن پہنچنے کی دعائیں کرے، اور یہ بھی دعا کرے: ”اے اللہ! میری یہ حاضری آخری نہ ہو، پھر بھی اس پاک دربار کی حاضری مجھے نصیب ہو۔“ حسرت ورنج وغم ساتھ لئے سفر سے واپسی کی دعائیں پڑھتے ہوئے واپس ہوں، اس وقت آپ کا دل جس قدر غمگین اور شکستہ ہوگا اور آنکھیں جتنی اشکبار ہوں گی، انشاء اللہ تعالیٰ! اسی قدر رحمۃ للعالمین کی شفقت ورحمت آپ کی طرف متوجہ ہوگی اور یہ قبولیت کی علامات میں سے بھی ہے:

اُٹھ کے ثاقبؔ گو چلا آیا ہوں ان کی بزم سے
دل کی تسکین کا مگر ساماں اسی محفل میں ہے!

مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۱۸/اپریل ۲۰۲۴ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا محمد اسحاق ساقی نے کی۔ شرکائے اجلاس: مولانا اللہ وسایا، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا وسیم اسلم ملتان، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا عبدالحکیم نعمانی جھنگ، مولانا مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا محمد حنیف سیال تھرپارکر سندھ، مولانا محمد سلمان ساہیوال، مولانا عنایت اللہ کوئٹہ، مولانا محمد فاروق خیرپور میرس، مولانا ارشاد احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا سید سلمان شاہ حیدرآباد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا محمد ساجد خوشاب، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا عابد کمال شاہ، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد نعیم لیہ، مولانا محمد ابرار حیدرآباد، مولانا شرافت علی نارووال، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا توصیف احمد چناب نگر، مولانا مختار احمد میرپور خاص، مولانا حمزہ لقمان مظفر گڑھ، مولانا فضل الرحمٰن منگلا شیخوپورہ، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا محمد اقبال ڈی جی خان، مولانا محمد طارق راولپنڈی، مولانا ظفر اللہ لاڑکانہ، مولانا محمد سلطان رحیم یار خان سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ مرحومین گزشتہ سہ ماہی حضرت مولانا احمد میاں حمادیؒ ٹنڈو آدم ابن مولانا محمود ربانی فاروق آباد، مولانا محمد اعظم کالا شہر ڈیرہ غازی خان، مولانا عبدالرحیم فاضل پور کے بھائی، مولانا توصیف احمد مبلغ چناب نگر کے والد گرامی، والد مفتی محمد فاروق، مولانا محمد ابراہیم میمن ٹھٹھہ، مولانا علی احمد مگسی ماتلی، قاری محمد اسحاق بھکر کے بھائی قاری محمد اعجاز والد گرامی قاری محمد اعجاز دریا خان، والد محترم مولانا محمد قاسم مبلغ کراچی، مولانا محمد یوسف ابن قاری اللہ داد کراچی، فرزند ارجمند رانا محمد انور کراچی کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

اجلاس میں آئندہ سہ ماہی کے لئے درجنوں تحصیلوں میں ختم نبوت کانفرنسیں تجویز کی گئیں۔ خیبر پختونخواہ کے لئے مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد طیب، پنجاب کے لئے مولانا اللہ وسایا، جنوبی پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں کے لئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، سندھ کے بہت سے علاقوں کے لئے مولانا قاضی احسان احمد، نیز بلوچستان کے لئے مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بیان کریں گے۔ نیز کئی ایک علاقوں میں ختم نبوت کورسز تجویز کئے گئے۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں پارلیمنٹ نے متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا، پچاس سال مکمل ہونے پر امسال ۷/ستمبر کو گولڈن جوبلی کے طور پر منایا جائے گا۔ ۷/ستمبر کو ملک بھر میں ختم نبوت ریلیاں نکالی جائیں گی۔ ۷/ستمبر کو اسلام آباد ڈی چوک یا کسی اور عوامی مقام یا یادگار پاکستان کے وسیع وعریض میدان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی، جگہ کا تعین عنقریب مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں کیا جائے گا۔

گولڈن جوبلی پروگرام میں تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین ایم این ایز، ایم پی ایز، سینیٹرز کو خطاب کی دعوت دی جائے گی۔ بعض مبلغین نے تجویز پیش کی کہ اسلامی ممالک کے سفرا اور حرمین شریفین کے ائمہ کو بھی خطاب کی دعوت دی جائے۔ فلسطین کے مسلمانوں پر اسرائیلی مظالم کی پرزور مذمت کی گئی جس میں پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا گیا نیز مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی بھرپور امداد کی درخواست کی گئی۔ فلسطین کے مسلمانوں کی مالی امداد اور اسرائیلی مصنوعات جیسے لیور برادرز رحیم یار خان، کوکا کولا، پیپسی کولا، سیون اپ، عیسلے اور دیگر اسرائیلی مصنوعات کا استعمال اسرائیلی فوجی مظالم کی مالی امداد کے مترادف ہے۔ مسلمانانِ عالم سے ان مصنوعات کے مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی گئی۔ مولانا عبدالنعیم کو لاہور سے بہاولپور معاون مبلغ، مولانا محمد عثمان کو بہاولنگر کا معاون مبلغ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی بہترین صلاحیتیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کردیں۔

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب		مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 32 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)		متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	11200
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	(5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	500
4	رئیس قادیان		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
5	آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
6	ائمہ تلبیس		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے		جناب محمد متین خالد صاحب	250
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	(5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
11	تحفہ قادیانیت	(چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1800
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ		مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت	(دوجلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	700
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب		مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
18	تحریک ختم نبوت	(10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
19	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ	(تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
20	ختم نبوت کورس		مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت		جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے	(دوجلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ